عید میلادِ النبی ﷺ

علامہ محمد جاوید قادری

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور

نام کتاب = عید میلاد النبی ﷺ

مصنف = علامہ محمد جاوید قادری

صفحات = 112

تعداد = 1100

تاریخ اشاعت = مارچ 2006ء

طابع = اصغر پرنٹنگ پریس

قیمت =

فہرست

دیباچہ

میلاد النبی ﷺ اہل محبت و عشق اور صاحبان معرفت و بصیرت کے لئے انمول تحفہ بلندی درجات روحانی اور کمال محبت کا سرچشمہ ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو ازل سے اہل طلب والوں کو نصیب ہوتی چلی آئی ہے اور ہوتی رہے گی لیکن بدباطن اور ازل سے ردیافتہ بدبختوں کے لئے تلوار خندک رہے گی بعدہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم الامین و الامام الانبیاءِ و المرسلین وَ علی الہ الطاہرین و صحبہ اجمعین اما بعد.

میلاد النبی ﷺ جو کہ تاجدار انبیاء والمرسلین' حبیب رب اللعالمین' خاتم المرسلین' مالک مختار و کل مملکت الہیہ' صاحب فیوضات لامتناہیہ' مرکز انوار صمدانیہ' زینت حسن ارض و سماوات' مظہر حسن ربّ کائنات' ہادی راہ ہدیٰ' قبلہ اہلِ صدق و صفا' کعبہ اصفیاء و اتقیاء' واقف اسرار الٰہی' ظہور اولین' افتخار متوسطین و آخرین' منشاء ربّ ایزدی' غایت ظہور نور اولین و قدیم' صاحب لطف عمیم' رحمت کل کائنات' عشق کل زمان و لامکان' شان کل شانہ' رونق بزم انبیاء' راز دار اسرار کبریاء' صاحب القاب یٰسین' طٰہٰ' دعائے آدم' ابراہیم علیہم السلام' بشارت الانبیاء والمرسلین' جوہر حیات کائنات معظم و مقصود کائنات' شاہد و مشہور کائنات' غایت وبود کائنات مقصد نمود کائنات' صادق و مصدق' وارث مخلوقات' بمعنی کنت کنزاً مخفیاً' سرور دین و دنیا' مرکز علوم' صاحب جود و عطا' حضور

سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس' آپ کی تشریف آوری و رونق بخشی کائنات کا ایک مرقع ہے اور جس کا تذکرہ ہر گنہگار و تشنہ طلب رحمت خداوندی کے لئے ایک انمول خزینہ ہے۔

میلاد النبی ﷺ ایک ایسا تذکرہ ہے جو مردہ دلوں کے لئے قطرۂ رحمت حیات' اور بے دینوں کے لئے تلوار الٰہی ہے جس کی ایک ہی ضرب سے ان بے دینوں کی تمام تر جرأت رندانہ یکسر زمین بوس ہو کر خاک میں مل جاتی ہے اور ایمان والوں کے ایمان کی شکستہ دیواروں کو مضبوطی حصار الٰہی میں گھیر کر اعلیٰ وارفع نوازشات الٰہی سے انہیں نوازتی ہے۔

حقیقت میلاد النبی ﷺ خود بزبان مصطفےٰ ﷺ یوں ظاہر ہوتی ہے جس کو آپ ﷺ نے اپنے رازدار مہبط انوار محمد سیدنا ابوبکر صدیق سے فرمایا:

''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میری حقیقت کو سوائے اللہ عزوجل کے نہ کوئی جانتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔''

درحقیقت اس سرالاسرار اور قدرت کے پوشیدہ در پوشیدہ راز کی حقیقت کون جان سکتا ہے جس پر غیرت الٰہیہ کے ستر ہزار پردے پڑے ہوئے ہوں۔

بقول شاعر!

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں' جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

تذکرہ میلاد النبی ﷺ ایک ایسا تذکرہ ہے جو الفاظ کا محتاج نہیں بلکہ دل کی ان دیکھی محسوسات کا مرہون منت ہے۔

زیر نظر کتاب میں مختصراً اور جستہ جستہ تذکرہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اہل محبت و عشق اور صاحبان معرفت و بصیرت کے علاوہ عام گنہگار اُمتی کے لئے اسرار و محبت الٰہی کا پیمانہ صادق ثابت ہو اور مردہ دلوں کو نئی زندگی بخش کر ان کو فنا فی الرسول سے روشناس کروا کر ان کی عاقبت کو سنوارنے اور بنانے کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

بندہ اس معاملہ میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے اس

کتاب کی تدوین وترتیب میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے مصنفین ومولفین کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ آخر میں دُعا ہے کہ بارالٰہی اس حقیر کاوش کو قبولیت کا درجہ بخشتے ہوئے قارئین کے لئے مشعل صراط المستقیم بنائے اور ان کی دینی ودنیاوی حیات کو سرخروئی بخشے (آمین)۔

دُعا گو

علامہ محمد جاوید قادری

یہ آج کیا ہے زمانے نے رنگ بدلا ہے
یہ آج کیا ہے کہ عالم کا ڈھنگ بدلا ہے
یہ آج کا ہے کی شادی ہے عرش کیوں جھوما
لب زمیں کو لب آسماں نے کیوں چوما
ماہ ربیع الاول آیا رب کی رحمت ساتھ ہے لایا
وقت مبارک رات سہانی صبح کا تڑکا ہے نورانی
پیر کا دن تاریخ ہے بارہ فرش پہ چمکا عرشی تارا
آج کی رات بارات رچی ہے آمنہ کے گھر دھوم مچی ہے
واہ کیا بات اس مہینے کی
جھوم اُٹھا دل کہ ماہِ نور آیا
رُسل انہی کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں
انہی کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں
فرشتے آج جو دھومیں مچانے آئے ہیں
انہی کے آنے کی شادی رچانے آئے ہیں
چمک سے اپنی جہاں جگمگانے آئے ہیں
مہک سے اپنی یہ کوچے بسانے آئے ہیں
نسیم فیض سے غنچے کھلانے آئے ہیں
کرم کی اپنی بہاریں دکھانے آئے ہیں
واہ کیا بات اس مہینے کی

جھوم اُٹھا دل کہ ماہِ نور آیا
فصلِ بہار آئی شکل نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبح شبِ ولادت
دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اُٹھی ہے
پھیلا لیا اُجالا صبح شبِ ولادت
روح الامیں نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شبِ ولادت
دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبح شبِ ولادت
پیارے ربیع الاوّل تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیب صبح شبِ ولادت
نوشہ بناؤ اُن کو دولہا بناؤ اُن کو
ہے عرش تک یہ شہرہ صبح شبِ ولادت
شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دولہا بناؤ دولہا صبح شبِ ولادت
واہ کیا بات اس مہینے کی
جھوم اُٹھا دل کہ ماہِ نور آیا

میلاد النبی (الصلوٰۃ والسلام) سے مراد؟

وہ مبارک گھڑی جس روز حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارک ہوئی اور جس سے پوری کائنات نورِ الٰہی کی بارشِ رحمت سے سیراب ہوئی اور ضلالت وگمراہی کے اندھیرے ہمیشہ کے لئے چُھٹ گئے۔ انسانیت کوراہِ مستقیم ملی۔ ظلمتوں کے اندھیاروں میں آفتابِ الٰہی کی کرنوں نے اپنا ظہور فرمایا اور مہتابِ الٰہی (حضور پرنور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام) جلوہ گر ہوئے۔

یہی وہ گھڑی ہے جس کو میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام دیا گیا اور اس کو منانے کی سعی وابتدا خود اسی خلقت مبارکہ نے اس طرح کی کہ آپ اس روز اللہ عزوجل کی نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لاتے اور اس کائنات میں اپنے ظہورِ وجود پر تشکرانہ انداز اپناتے ہوئے اس دن روزہ رکھتے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے وجودِ مسعود کے طفیل ہر وجود کو سعادتِ ازلی وابدی عنایت کی۔

جب اس روز کی عظمت کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آپ ﷺ سے استفسار فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فیه ولدت و فیه اُنزل علیّ.

"اُسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحیِ الٰہی اُتری۔"

اسی بات کا اظہار اللہ عزوجل نے اپنے کلامِ الٰہی میں یوں فرمایا:

قل بفضل الله و برحمته فبذالك فليفرحوا.

(سورہ یونس 58:10)

"فرما دیجئے کہ اللہ کا وہ فضل جو ان پر ہوا اور اللہ عزوجل کی وہ رحمت جو
انہیں عطا کی گئی اس کے سبب وہ خوشیاں منائیں۔"

گویا اس مبارک وجود کے دُنیا میں تشریف لانے کے متعلق اللہ عزوجل خود حکم فرما رہے ہیں کہ ہم اس رحمت کے بدلے میں خوشی منائیں کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو تمام جہانوں کے لئے سراسر رحمت بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:

وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمین. (الانبیاء:107)

"اور اے محبوب ہم نے آپ کو کل جہانوں کے لئے سراسر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

مقصد و جواز میلاد النبی ﷺ

میلاد النبی ﷺ کا مقصد ہمیں اس فرض منصبی کے نبھانے کی وعید سناتا ہے جو کہ اللہ عزوجل کی اپنی سنت جلیلہ پر مبنی ہے اور جس سے تخلیق کائنات کا جواز بھی نکلتا ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ:

**ان اللہ و ملئکته یصلون علی النبی یایها الذین امنو
صلوا علیه و سلموا تسلیما. (الاحزاب:)**

"بے شک! اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان
والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام کا حق ہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کام شرعی احکام پر عمل کرنے کا باعث بنے وہ بھی امر شرعی ہی ہوتا ہے اور اس میں حضور پرنور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر اور درود و سلام کو اولیت حاصل ہے۔ اسی بارے میں اللہ عزوجل اپنی دوسری سنت کا واضح اظہار قرآن پاک میں کرتے ہوئے خود اس میلاد کو منانے کا جواز پیش کر رہا ہے۔ فرمان الٰہی ہوتا ہے کہ:

و رفعنالك ذكرك. "اور ہم اپنے محبوب (ﷺ) کا ذکر مبارک بلند کرتے ہیں۔"

اس سے ہمیں واضح طور پر بتلایا جا رہا ہے کہ جس طرح میں (اللہ عزوجل) اپنے

پیارے محبوب ﷺ کا ذکر بلند کر رہا ہوں اسی طرح تم بھی اس کا ذکر بلند کرو اور اس ذکر کی بلندی کا واضح طریقہ میلاد النبی ﷺ ہے۔

اس دن مسلمان خوشیاں منائیں محافل درود و سلام بپا فرمادیں اور اجتماعی طور پر اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر بلند کر کے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے ان احسانات کا کسی نہ کسی حد تک بدلہ چکایا جائے جو اللہ عزوجل اور آپ ﷺ کے ہمارے اوپر واجب ہیں اور اس طریقہ سے آپ ﷺ کی اتباع کا فریضہ انجام دیا جا سکے۔

ایمان کا بنیادی تقاضہ

ایمان کا بنیادی تقاضہ جو سرفہرست ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے فرمان کے موجب اپنے نبی مکرم جن پر ہم نے بیعت کی ہے اور ان کے احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے ان کی تعظیم و توقیر کی جائے اور ان کی تعظیم و توقیر ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ ہم ایسے موقعہ پر خوشی و شادمانی کا حقیقی مظاہرہ کریں' محافل ذکر و نعت کا انعقاد کریں' کثرت درود پاک کریں' اس خوشی میں دعوت مساکین و فقراء کریں' اللہ عزوجل کے حضور سجدہ تشکر ادا کریں اور اس کے احسانات کا دل سے اظہار کرتے ہوئے اس کے پیارے حبیب ﷺ کے مبعوث کو احسان عظیم گردانتے ہوئے اپنی عجز و انکساری ظاہر کریں کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے اس احسان عظیم کے تحت ہمیں اپنے عنایات کریمہ کا مستحق ٹھہرایا اور ہماری صراط المستقیم کی جانب رہنمائی فرمائی۔

اس موقعہ پر آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا نہ صرف گہری نظروں سے جائزہ لیں بلکہ اس کو حقیقی معنوں میں اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کی معرفت حقیقی کو جانیں کیونکہ پوری کائنات میں کوئی وجود بھی اخلاق و اوصاف' حسن و خوبی اور شرف و فضیلت میں آپ ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

انسان فطری اور طبعی لحاظ سے حسن پسند ہے اور وہ حسن سیرۃ و صورت میں عملاً ظاہراً و باطناً جن خوبیوں کا متلاشی ہوتا ہے وہ تمام تر خوبیاں آپ ﷺ کی ذات اقدس میں بدرجہ اُولیٰ

موجود ہیں اور اپنی کشش خاص سے انسانی قلوب کو اپنی جانب متوجہ فرما کر اس کے اندر محبت و پیار کا انمٹ خزینہ منتقل کرتی ہیں اور پھر انسان سے اس بات کی متمنی ہوتی ہیں کہ ایسا انسان بھی جواب میں محبت کی فراوانی کا مظاہرہ کرے اور ایمان کامل کا اظہار کرے۔ اس لئے یہ بات لازم ہو جاتی ہے کہ اس اظہار کا واضح انداز عید میلاد النبی ﷺ کی صورت میں کیا جائے اور یہی احسن طریقہ ہے۔

قیام میلاد کیوں؟

جر العادت ان الناس اذا سمعو اذکر وضعه صلی الله علیه وآله وسلم یقومون تعظیما له صلی الله علیه وآله وسلم و هذا القیام مستحسن لما فیه من تعظیم النبی صلی الله علیه وآله وسلم و قد فعل ذالك کثیرا من علما الامت الذین یقتدی بهم.

لوگوں میں یہ عادت جاریہ ہے کہ جب حضور رسالت مآب ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر سنتے تو آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے اور قیام نہایت خوب ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم پائی جاتی ہے اور اُمت کے اکثر علمائے کرام اس پر عمل کرتے ہیں اور لوگ اس میں ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ امام حلبی نے سیرت حلبیہ میں بعض لوگوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے کثیر علماء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی مدحت سرائی میں صرصری کے یہ شعر پڑھے گئے۔

و ان تنحض الا شراف عند سما عهد
قیاما صفو فا او جشیا علی الرك

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعریف اگر نہایت خوبصورت خط میں سونے کے ساتھ کاغذ

پر تحریر کی جائے تو بھی کم ہے اور بے شک جب اُن کا ذکر سنتے ہی تو اشراف قیام کرتے ہیں اور صفیں بنا کر کھڑے ہو جاتے یا سواریوں پر جھک جاتے۔ اس شعر کے ساتھ امام سبکی و دیگر تمام لوگ جو اس مجلس میں حاضر تھے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہیں اس مجلس اور میلاد منانے سے بڑا حظ حاصل ہوا۔

فضیلت یوم البعث النبی ﷺ

فضیلت یوم البعث ﷺ کیا ہے اس کی وضاحت بفرمان حضور نبی اکرم ﷺ یہ فضیلت یوم الجمعہ یوں واضح ہوتی ہے کہ:

دنیه خلق ادم. (اس روز حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا).

اگر اللہ عزوجل کی جانب سے یوم الجمعہ کو محض اس لئے فضیلت دی جائے کہ وہ دن حضرت آدم علیہ السلام "اباء الخلوق" ہے تو اس کے مقابلے میں اس کے پیارے حبیب ﷺ کی ولادت کے یوم اور وقت کی فضیلت و عظمت کیا ہو گی؟

یہ فضیلت و عظمت لامحالہ اس یوم جمعہ سے لاکھوں گنا زیادہ ہو گی کیونکہ زمانے کی لوح حسن پر یہ واضح انداز میں نقش ہے اور اس وقت کی تعظیم نبوت کی نعمت کے حصول اور تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت اعلیٰ کے تحت مخصوص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر کا دن قابل تعظیم و تکریم ہے بالخصوص وہ پیر یا اس کے مقابل وہ دن جس تاریخ اور وقت پر آپ ﷺ کی پیدائش اور آمد دُنیا ظہور میں آئی اور ساری کائنات سجدہ ریز ہوئی جس کی گواہی میلاد کے وقت آنے سے قبل اور عین وقت پر مختلف واقعات رونما ہو کر ہوئی۔

بعینہٖ وہ جگہ بھی قابل عظمت ہے جہاں کسی نبی کی ولادت ہوتی ہے جیسا کہ روایت سفر معراج سے ثابت ہے۔

جب آپ ﷺ سفر معراج پر جانے کے لئے روانہ ہوئے اور بیت اللحم پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ "بیت اللحم" ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

ہوئی اس لئے آپ یہاں دو رکعت نماز نفل ادا کیجئے۔

بحوالہ بزاز' ابو یعلی' طبرانی' بخاری' مجمع الزوائد از حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

اس سے ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ بھی قابل عظمت جگہ ہے جہاں آپ ﷺ پیدا ہوئے۔

یہ وہ دن ہے جس دن کی خوشی میں عذاب میں بھی تخفیف ہوتی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ ابولہب نے اس روز آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔

بمطابق بخاری شریف:

جب ابولہب جیسا کافر و مشرک جس کے بارے میں قرآن حکیم میں مذمت کے لئے پوری سورہ نازل ہوئی اور اس کا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ٹھہرا۔ اس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پر خوشی کرنے کی بناء پر ہر پیر کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو اس موحد مسلمان کی خوشی بخشی کے متعلق کیا گمان ہو سکتا ہے جس کی زندگی میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانے میں بسر ہوئی اور وہ حالت ایمان میں توحید پر یقین کے ساتھ رخصت ہوا ہو۔ (بخاری از کتاب النکاح)

عمل اعلیٰ

میلاد النبی ﷺ ایسا عمل اعلیٰ ہے جس کو جتنے بھی اہتمام سے منایا جائے اتنا ہی کم ہے۔ یہ مبارک عمل حدیث نبوی ﷺ ایک دینی شعار ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس عمل کو عام مسلمان اچھا سمجھیں اور وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی ناپسندیدہ ہے۔ (رواہ احمد)

اسی بناء پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عمل پسندیدہ بھی موجود ہے اور اس کے لئے متعدد جگہوں پر تاکید بھی وارد ہوئی ہے۔

سورہ ہود آیت ۱۲۰ میں ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ:

و کلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فوادك.

اور یہ سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔ اس ارشاد ربانی سے بالواضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں انبیاء کے واقعات سے آپ ﷺ کے قلب اطہر کی تقویت موجود تھی اسی روشنی میں یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ آج ہمارے رنجیدہ اور پریشان حال دلوں کو آپ ﷺ کے احوال و واقعات سن کر تقویت حاصل کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔

برکات میلاد شریف

بروایات صحیحہ میلاد شریف کے موقع پر لوگوں کا اجتماع مُستحسن ہے اور امام نووی کے شیخ ابوشامہ نے کہا!

ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من الصدقات و المعروف و اظہار الزینت و السرور فان ذالك مع ما فیہ من الاحسان للفقرا مشعر بمحبت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و تعظیمہ فی قلب فاعل ذالك و شکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الذی ارسلہ رحمت للعالمین.

اور ہمارے زمانے میں جو باتیں رواج پذیر ہیں ان میں خوبصورت اور احسن اَمر یہ ہے کہ ہر سال حضور رسالت مآب ﷺ کی ولادت مبارکہ کا دن منایا جائے جس میں صدقات دیئے جاتے ہیں۔ نیکیاں کی جاتی ہیں اور زینت و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اور محتاجوں کی ضروریات کو پوری کیا جاتا ہے اور ایسا کرنے والے کے دل میں حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور

تنظیم کارفرما ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرنا مقصود ہوتا ہے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا اور انہیں رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔

کیا میلاد النبی ﷺ (توبہ نعوذ باللہ) بدعت ہے؟

اکثر علماء سوء اپنی دکانداری چمکانے کی خاطر دیگر باتوں کے علاوہ میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ عقلاً و شرعاً یہ بات قطعی غلط ہے۔

بدعت کیا ہے؟

ہر وہ نئی شے جس کا انعقاد پہلے نہ ہوا اور بعد میں شرعاً میں شامل کر لیا جائے بدعت کہلاتی ہے اس کی پانچ اقسام علماء نے بیان کی ہیں جو کچھ یوں ہے۔

۱۔ واجب: جس طرح اہل کذب کا رد اور ایسے علوم کا حصول جن سے قرآن و سنت کی تفہیم میں مدد ملے مثلاً صرف ونحو اور علوم جدیدہ وغیرہ۔

۲۔ مستحب: مدارس قائم کرنا، منبر پر اذان دینا وغیرہ قرون اول میں متعارف نہ تھے۔

۳۔ مکروہ: مساجد کو آراستہ کرنا اور قرآن مجید پر نقش و نگار کرنا۔

۴۔ جائز: جیسے چکی کا چھنا ہوا آٹا استعمال کرنا، کھانے پینے میں فراوانی وغیرہ۔

۵۔ حرام: جو سنت کے مخالف ہو۔ شرعی دلائل اس کی تائید نہ کرتے ہوں اور نہ ہی کسی شرعی مصلحت پر مشتمل ہو۔

کیا میلاد النبی ﷺ بدعت حرام ہے؟

اگر یہ فعل بدعت حرام ہے تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قرآن لکھ کر جمع کرنے کا عمل بھی حرام سمجھا جاتا۔ حالانکہ انہوں نے حفاظ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی موت سے پیدا ہونے والے ممکنہ خلا اور خطرے کے پیش نظر ایسا کیا اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل بھی حرام قرار پاتا جو انہوں نے نماز

تراویح میں سب لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا اور فرمایا:

نعم البدعة هذه. (صحیح بخاری جلد اول:۲۶۹)

اسی طرح دورِ جدیدہ کی بے شمار اصلاحات بھی حرام قرار پائیں گی۔ البتہ ہر وہ بدعت جو بُرائی یا اس کے فروغ کے لئے ہو حرام ہے۔

اگرچہ میلاد النبی ﷺ کاملاً عہدِ مبارک حضور نبی کریم ﷺ موجود نہ تھا لیکن جزواً یہ اس دور میں بھی رائج تھا کیونکہ یہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتماع کے ساتھ ذکر، صدقِ خیرات کرنے، آپ ﷺ کی مدح وثناء اور تعظیم بجالانے سے عبارت ہے اور مجملہ امور سنت میں شامل ہے اسی لئے یہ جائز اور مقصودِ شریعت قرار پایا اور امامانِ اربعہ نے اس کی تائید وتوثیق فرمائی ہے۔ اس بارے میں فرمان نبوی ﷺ کچھ اس طرح ہے کہ:

من حسن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل اجر من عمل بها ولا ينقص من اجورهم شیئ. (صحیح مسلم جلد اول:۳۲۷)

جس نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ بھی اس (کارِ خیر) پر عمل کریں گے ان کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا اور ان پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

اسی کی تائید قرآن پاک میں اس ارشاد الٰہی سے ہوتی ہے کہ: **و اذن فی الناس بالحج.**

"اے ابراہیم علیہ السلام! لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے" (الحج ۲۲:۲۷)۔

تعظیم واوصاف مصطفیٰ ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے متعلق وصیت

حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے جانشین حضرت شیث علیہ السلام کو جو نصیحتیں فرمائیں ان میں اس نصیحت کے بارے میں محافظت کی تاکید خاص فرمائی جو نورِ حضور نبی کریم سرورِ کائنات ﷺ تھی تاکہ ایسا نہ ہو کہ تجھ سے کوئی حرکت ناشائستہ سرزد ہو کہ جس سے تعظیم عظمت نورِ محمدی میں نقصان پدید ہو۔ حضرت شیث علیہ السلام نے بوجہ کمالیت تاکید کے سیدنا محمد ﷺ کے مدارج کا اندازہ حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔

آپ نے بیان فرمایا کہ آپ کے عالی مدارج کا قدر تو بجز ذاتِ لایزال کے اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کی اُمت میں مجھ سے چھ اوصاف زیادہ ہیں۔

اوصاف اُمت مصطفیٰ ﷺ بزبان حضرت آدم علیہ السلام

اوّل:

یہ کہ مجھ کو خلاقِ اکبر نے بہ موجب ایک معصیت کے دارالخلد سے خارج فرمایا لیکن ان کے اُمتی بحالت ہزارہا گناہوں کے اللہ کے رحم و فضل کے ذریعے سے جنت میں داخل ہو گئے۔

دوئم:

یہ کہ میں بباعث ایک بے فرمانی کہ حوا علیہا السلام سے جدا ہوا لیکن اُمت احمد ﷺ یہ بوجہ ہزارہا عوارضات گناہوں کے محبوبوں سے کبھی جدا نہ ہو گی۔

سوئم:

یہ کہ میں بالعوض ایک گناہ کے ملقوب بہ لقب بے فرمانی بملہ خلائق میں ہوا لیکن اُمت محمدی ﷺ کے ہزارہا عصیان خداوند پوشیدہ فرمائے گا۔

چہارم:

یہ کہ میں سہ صد سال کمال زاری و فریاد سے شب و روز (ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین)۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے وجودوں پر ظلم کیے اگر تو رحم اور بخشش نہ فرمائے گا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے پڑھتا رہا تو توبہ قبول ہوئی لیکن اُمت نبوی ﷺ کی توبہ محض خاطر سے قبول ہو جائیگی۔

پنجم:

یہ کہ مری توبہ عرفات پر جا کر قبول ہوئی۔ ان کی توبہ بمکان گناہ قبول ہو جائیگی۔

ششم:

یہ کہ ہم کو خداوند نے ایک گناہ کے معاوضہ میں فی الحال برہنہ کر دیا کہ کوئی مکان پوشیدہ ہونے کے لئے نہ ملا۔ والے اُمت مذکور کبھی خواہ کس قدر گناہ و عصیان میں مبتلا ہو برہنہ و شرمسار عالم دُنیا میں نہ ہو گی۔ سبحان اللہ جل ازظہور آپ کے اعجاز نامزد ہو چکے ہیں۔

اُمت احمد ﷺ پہ کیسا فضل ہے یزداں کا — کیوں نہ ہو محبوب ہے وہ خاص کرمدان کا
اُمت احمد ﷺ نبی کو یوم محشر ہو لقا — اس لئے مہدیؑ بنا عیسیٰ مؤخر آن کا
کلمہ توحید میں شامل ہو جب اسم نبی ﷺ — کیا کریں اندازہ معظم عزت سبحان کا
جبکہ ہو قلم قدر کو لا یزل سے حکم ادب — کس قلم سے اب لکھوں میں اسم عالیشان کا
شیث کو حضرت صفی واصی ہوئے وقت نزع — محترز ہر وقت رہنا نور ذی الایمان کا
مجھ سے چھ اوصاف ہیں اُمت نبی ﷺ میں بیشتر — شاہ دیں پر بے عدد ہے فیض اُس منان کا

فضیلت ذات مصطفیٰ ﷺ

نزول قرآن کا سبب

قرآن پاک اللہ عزوجل کا پاکیزہ کلام اپنی صفت کے اعتبار سے پوری کائنات میں اپنی فضیلت وشان میں یکتا ہے۔ بے شک اس کا نازل ہونا انسانیت کے لئے اللہ عزوجل کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور کل انسانیت پر اللہ عزوجل کا احسان عظیم ہے جس کا شکر کسی بھی صورت میں تمام عمر ادا نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے ذریعہ جہالت وضلالت میں گھری ہوئی انسانیت کو اللہ عزوجل نے وہ نور علم عطا فرمایا جس سے جہالت کی تاریکیاں کافور ہوئیں اور انسان پستیوں سے اٹھ کر شرف وتکریم کی بلندیوں پر متمکن ہوا لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ یہ قرآن ہمیں کس کے ذریعے عطا ہوا؟

اگر قرآنی علم کے ذریعے انسان کو اللہ عزوجل نے لامتناہی عظمتیں عطا کی ہیں تو اس ہستی کی اپنی عظمتوں کا کیا عالم ہوگا جس کی دہلیز سے انسانیت کو اس قرآن پاک کی صورت میں اتنا عظیم ذخیرہ علم وحکمت اور مصدر ہدایت میسر آیا وہ ذات اقدس جس کا قلب اطہر اس وحی الٰہی کا ضبط بنا اور سراپا حسن وصورت وسیرت خلق قرآن قرار پایا اس کے مقام علو کا ادراک کون کرسکتا ہے؟ اگر بنظر غائر حقیقت سے قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ قرآن پاک حضور سرور کائنات ﷺ کی دلکش اداؤں اور آپ ﷺ کی عادات وخصائل کے ذکر جمیل کا لافانی مجموعہ ہے۔

فضیلت شب میلاد رسول اللہ ﷺ

اللہ عزوجل نے مختلف اشیاء کی بناء فضیلت وشرف بیان کی ہے جس کے مطابق بعض

افراد کو افراد پر، بعض ایام کو دوسرے ایام پر اور ماہ وسال بلکہ ہر ساعت کو دوسری ساعتوں پر جدا جدا اعتبارات اور مختلف نسبتوں سے شرف وامتیاز عطا فرمایا جیسا کہ فرمان ربی ہوتا ہے کہ:

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض. (البقرہ2:253)

"یہ سب رسول (جو ہم نے مبعوث فرمائے) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔"

ماہ رمضان المبارک کی وجہ فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

شهر رمضان الذى انزل فيه القران. (البقرہ:185)

"رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔"

اسی ماہ مبارک میں آنے والی لیلۃ القدر کو سال بھر کی تمام دوسری راتوں پر فوقیت عطا فرمانے کی وجہ اور فضیلت کا سبب بھی نزول قرآن کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

انا انزلنا فى ليلة القدر. "بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا۔"

کبھی شہر مکہ کی قسم کھا کر دوسرے مقدس مقامات کے باوجود اسے صرف اس لئے دوسرے شہروں پر فضیلت دی کہ حضور ﷺ کی حیات مقدسہ کا بیشتر حصہ اس شہر میں گزرا۔ ارشاد فرمایا گیا:

لا اقسم بهذا البلد ○ وانت حل بهذا البلد.

(البلد 90:1،2)

"میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں (اے حبیب مکرم!) اور اس لئے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔"

اسی طرح ایمان اور اسلام کے بعد ایک مسلمان کے دوسرے پر شرف وتکریم اور اللہ کے ہاں بزرگی کے لئے تقویٰ کی شرط لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم. (الحجرات 13:49)

"بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی باعزت ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔"

شب میلاد رسول ﷺ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے

جس کے اوصاف جمیلہ کے ذکر اور خلق عظیم کو بیان کرنے والی کتاب کے اترنے سے رمضان کو اتنی فضیلت ملی کہ اس کی صرف ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ٹھہری تو اس ماہ مقدس یعنی ربیع الاول کی عظمت و فضیلت کا کیا عالم ہوگا جس کو صاحب کتاب، محبوب کبریا ﷺ کے ماہ میلاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس رات یہ کلام الٰہی یعنی ذکر خلقِ عظیم اترا، اللہ تعالیٰ نے اس رات کو قیامت تک انسان کے لئے "لیلۃ القدر" کی صورت میں بلندی درجات اور شرف نزولِ ملائکہ سے نوازا اور بحوائے فرمان ایزدی "لیلۃ القدر خیر من الف شھرٍ" اس ایک رات کو ہزار مہینوں پر فائق و برتر قرار دیا گیا تو جس رات صاحب قرآن یعنی مقصود محبوب کائنات ﷺ کا ورود ہوا اور بزم حسینانِ عالم کے تاجدار ﷺ کے اس زمین و مکاں کو ابدی رحمتوں اور لازوال سعادتوں سے منور فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی کتنی قدر و منزلت کیا ہوگی۔ اس کا اندازہ لگانا فہم و شعور انسانی کے لئے ناممکن ہے۔ لیلۃ القدر کی فضیلت اس لیے ہے کہ وہ نزول قرآن اور ملائکہ کی رات ہے اور نزول قرآن مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہوا، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو نہ قرآن ہوتا نہ شب قدر ہوتی اور نہ کوئی اور رات ہوتی۔ یہ ساری فضیلتیں میلاد مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ ہیں۔ سو شب میلاد رسول ﷺ شب قدر سے بھی افضل ہے۔ ہزار مہینوں سے افضل کہہ کر باری تعالیٰ نے شب قدر کی فضیلت کی حد مقرر فرما دی جبکہ شب میلاد رسول ﷺ کی فضیلت زمان و مکان کے اعتبار سے مطلق ہے۔

حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کی رات وہ رات ہے جس میں حضور ﷺ کا ظہور ہوا جبکہ لیلۃ القدر آپ کو عطا کی گئی لہٰذا وہ رات جس کو آپ ﷺ کے ظہور کا شرف ملا اس رات سے زیادہ

شرف والی ہوگی جسے اس رات میں تشریف لانے والی شخصیت کے سبب سے شرف ملا پس اس میں کوئی نزاع نہیں، لہٰذا شب میلاد رسول ﷺ "لیلۃ القدر" سے افضل ہوئی۔

لیلۃ القدر کے باعث اُمت محمدیہ ﷺ کو فضیلت بخشی گئی اور شب میلاد رسول اللہ ﷺ سے جمیع موجودات کو فضیلت سے نوازا گیا، حضور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو اس نعمت کو جمیع کائنات کے لیے عام کر دیا گیا، پس "شب ولادت" نفع رسانی میں کہیں زیادہ ہے لہٰذا اس اعتبار سے یہ لیلۃ القدر سے افضل ہوئی۔"

امام نبہانیؒ اپنی مشہور تصنیف الانوار المحمدیہ میں رقم طراز ہیں:

ولیلۃ مولدہ ﷺ افضل من لیلۃ القدر.

"اور شب میلاد رسول ﷺ شب قدر سے افضل ہے۔"

جس رات میں فرشتے اتریں اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے اور خود ذات مصطفیٰ ﷺ کی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو اترتے ہیں مزار اقدس کا طواف کرتے ہیں اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض نیاز کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا اور ان ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتوں میں سے جن کی باری ایک بار آتی ہے دوبارہ نہیں آئے گی۔ فرشتے تو دربار مصطفیٰ ﷺ کے خادم اور جاروب بردار ہیں۔ وہ اتریں تو رات ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور ساری کائنات کی سرکار اترے تو اس کی کوئی فضیلت ہی نہ جانی جائے؟ آقا علیہ السلام کی آمد کی رات اور آپ کی آمد کے مہینہ پر کروڑوں اربوں مہینوں کی فضیلتیں قربان اور خاص بات یہ ہے کہ شب قدر کی فضیلت فقط اہل ایمان کے لئے ہے باقی انسانیت اس سے محروم رہتی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ کی آمد باعثِ فضل و رحمت فقط اہل ایمان ہی کے لئے نہیں مومن اور کافر ساری کائنات کے لئے ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت ساری کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اس پر خوشی کا اظہار کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

حضور ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت

قرآن حکیم کے کئی مقامات اس پر شاہد عادل ہیں مثلاً یہ فرمایا گیا:

و اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم آعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانًا. (آل عمران 103:3)

"اور اپنے اوپر (کی گئی) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں پر الفت پیدا کر دی پس تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔"

یہ (بلاشبہ) اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور باہم خون کے پیاسوں کو ایک دوسرے کا غمخوار بھائی بنا دیا' ان کی نفرتوں اور عداوتوں کو محبتوں اور مروتوں سے بدل دیا۔ لیکن یہ بھی تو سوچئے کہ یہ نعمت ﷺ کی بعثت کے تصدق سے نصیب ہوئی اس نعمت کا مبداء و مرجع بھی حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

آپ ﷺ کا اس دُنیا میں تشریف لانا اور لوگوں کا آپ ﷺ کے حلقہ غلامی میں داخل ہونا تھا کہ سب لوگ خواہ اس سے پہلے وہ ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے' باہم شیر وشکر ہو گئے اور ایک دوسرے کی محبت اور الفت کے اسیر ہو گئے۔

پہلی اُمتیں اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر بجالاتی تھیں نیز نعمتوں کے شکرانے پر جشن اور عید منانا خود انبیاء کی سنت ہے اور قرآن کی واضح آیات اس پر گواہ ہیں۔ آج تک عیسائی لوگ مائدہ جیسی عام نعمت کے ملنے والے دن کو بطور عید مناتے ہیں۔ اس سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ وارد نہیں ہونا چاہئے کہ یہ تو پھر غیر مسلموں کے ساتھ اشتباہ ہوگا کہ وہ جس طرح نعمت کا شکر بجالاتے ہیں ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے' نہیں! بلکہ اس مثال سے مقصود صرف یہ ہے کہ وہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق مخصوص دن مناتے چلے آرہے ہیں اور ان کے اس فعل کا ذکر تو قرآن نے کرنا مناسب سمجھا۔

غور طلب بات ہے کہ سابقہ امتوں کو جب معمولی سے نعمت پر شکر بجالانے کا حکم تھا اور وہ اس کی تعمیل کرتی تھیں تو اُمت مسلمہ کو کیا ہے کہ وہ اپنے آقا ﷺ کی آمد کے سلسلے میں خوشی منا کر خدا کی اس عظیم ترین نعمت کا شکریہ ادا نہ کرے جب عام نعمتوں کے حصول پر شکر کرنا واجب ہے تو اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا بدرجہ اولیٰ واجب ٹھہرا کیونکہ کائنات میں حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں بلکہ کائنات کو وجود ہی اسی نعمت کے توسط سے ملا۔ دُنیا و مافیہا اور آخرت کی جملہ نعمتیں تو حضور ﷺ کے در اقدس کی خیرات ہیں۔

اللہ عزوجل کا نعمت عظمیٰ کا احسان جتلانا

کائنات ہست و بود میں خدا تعالیٰ نے بے حد و حساب احسانات فرمائے ہیں۔ انسان پر لاتعداد انعامات و مہربانیاں فرمائی ہیں اور اسی طرح ہمیشہ فرماتا رہے گا کیونکہ وہ رحیم و کریم ہے۔ اللہ نے ہمیں ہزاروں نعمتیں دیں لیکن کبھی کسی پر احسان نہیں جتلایا' اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے پینے اور سہولتوں سے نوازا لیکن احسان نہیں جتلایا پھر دن رات کا نظام ہمارے لئے مرتب کیا۔ سمندروں' پہاڑوں اور فضاؤں کو ہمارے لئے مسخر فرمایا مگر اس کا احسان بھی نہیں جتلایا۔ اس ذات رؤف و رحیم نے ہمیں اپنی پوری کائنات میں شرف و بزرگی کا تاج پہنایا اور احسن تقویم کے سانچے میں ڈھال کر رشک ملائکہ بنایا لیکن پھر بھی کوئی احسان نہیں جتلایا۔ ہمیں ماں' باپ' بہن' بھائی' بیوی اور بچوں جیسی نعمتوں سے نوازا غرضیکہ انفس و آفاق کی ہزاروں ایسی نعمتیں جو ہمارے حیطہ ادراک سے بھی باہر ہیں' اس نے ہمیں عطا فرمائیں لیکن بطور خاص کسی نعمت اور احسان کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ وہ تو داتا ہے کہ کوئی اسے مانے یا نہ مانے وہ سب کو اپنے کرم سے نوازتا ہے اور کسی پر اپنے احسانات کو نہیں جتاتا۔

لیکن ایک نعمت عظمیٰ ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جب حریم کبریائی سے اسے نبی نوع انسان کی طرف بھیجا اور اُمت مسلمہ کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا تو اس کا ذکر کیا اور کیا بھی اس طرح کہ پوری دُنیائے نعم میں صرف اس پر احسان جتلایا اور اظہار بھی عام الفاظ میں نہیں بلکہ مومنین کو

اس کا احساس دلایا اور احسان جتلانے سے پہلے وہ تاکیدیں بھی لائیں۔ ارشاد فرمایا گیا:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم. (آل عمران 164:3)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے عظمت والا رسول بھیجا۔"

اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ اُمت مسلمہ پر میرا یہ بہت بڑا احسان' انعام اور لطف و کرم ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو تمہاری جانوں میں سے تمہارے لئے پیدا کیا۔ محض تمہاری تقدیریں بدلنے' بگڑے ہوئے حالات سنوارنے اور شرف و تکریم سے نوازنے کے لئے تاکہ تمہیں ذلت و گمراہی کے گڑھے سے اٹھا کر عظمت و شرف انسانیت سے ہمکنار کر دیا جائے۔ لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ میرے کارخانہ قدرت میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت تھی ہی نہیں جب میں نے وہی محبوب تمہیں دے دیا جس کی خاطر میں کائنات کو عدم سے وجود میں لایا اور اس کو انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا تو اب اس پر ضروری تھا کہ میں رب العالمین ہوتے ہوئے بھی اس عظیم نعمت کا احسان جتلاؤں ایسا نہ ہو کہ اُمت مصطفوی اسے بھی عام سے نعمت سمجھتے ہوئے اس کی قدر و منزلت اور علو مرتب سے بے نیازی کا مظاہرہ کرنے لگے اور خداوند تعالیٰ کے اس احسان عظیم کی ناشکری کا ارتکاب کرتی رہے۔ اس احسان جتلانے میں بھی اُمت مسلمہ کی بھلائی کو پیش نظر رکھا گیا نیز قرآن حکیم کے اس واضح حکم سے ہر مسلمان کو آگاہ کیا گیا ہے کہ خبردار! اللہ کے اس عظیم احسان کو کبھی فراموش نہ کرنا اس میں خدا اور اس کے محبوب رسول ﷺ کو (نعوذ باللہ) کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا نہ اس کی شان میں کوئی فرق پڑ سکتا ہے تم اس کے اس احسان پر شکرانہ ادا کر دیا کرو یا نہ کرو حضور ﷺ کا ذکر تو خدائی وعدہ کے مطابق روز افزوں ہی رہے گا۔

وللآخرۃُ خیر لک من الاولیٰ. (الضحیٰ 4:93)

"اے محبوب! ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔"

اور آپ کا ذکر مبارک ہر آن بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا کہ یہ بھی خود خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

ورفعنالک ذکرک. (الانشراح 4:94)

"اور (اے محبوب) ہم نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔"

اب کوئی حضور ﷺ کا ذکر کرے گا تو اس کی اپنی ذات کو فائدہ ہے اور اسی طرح ان کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بطور شکرانہ خوشی منائے گا تو یہ بھی اس کے اپنے مفاد کی بات ہے نہ وہ کسی پر احسان کر رہا ہے اور نہ ہی کسی کا فائدہ بلکہ اپنا توشہ آخرت بہتر بنا رہا ہے۔

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

شکرانہ نعمت منانے کے معروف طریقے

قرآن نے ولادت مصطفیٰ ﷺ کو لقد من اللہ علی المومنین ارشاد فرما کر اہل ایمان پر بہت بڑا احسان قرار دیا ہے جس کا شکر بجالانا ان پر اسی طرح واجب ہے جس طرح سابقہ اُمتیں اس سے بدرجہا کم تر احسان اور نعمت عطا ہونے پر اظہار تشکر بجالاتی رہی ہیں۔ اس وجوب شکر اور سابقہ اُمتوں کے عمل کی کئی مثالیں قرآن مجید میں بیان ہو چکی ہیں اب ہم بالاختصار نعمتوں پر شکر بجالانے کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہیں جن کی سند بھی قرآن ہی نے فراہم کی ہے۔

ا۔ ذکرِ نعمت:

قرآن پاک نے نعمتوں کا شکر بجالانے کی ایک صورت یہ بھی بیان کی ہے کہ اللہ کی رحمت اور اس کی نعمت کو یاد رکھا جائے جیسا کہ قبل ازیں بنی اسرائیل پر کی گئی نعمتوں کے تذکرے سورہ بقرہ کی اس آیت نے بیان کئے ہیں:

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم.

(البقرۃ2:47)

"اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری وہ نعمتیں جو میں نے تم پر کیں۔"

۲۔ تحدیثِ نعمت:

نعمت کا شکر بجا لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کے حصول پر ان کا اظہار کرے، خوشی منانے کے ساتھ دوسروں کے سامنے ان کا تذکرہ بھی کرے، یہ بھی اللہ کی نعمت پر شکر ادا کرنے کی صورت ہوگی جس کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:

و اما بنعمة ربك فحدّث. (الضحیٰ 93:11)

"اور آپ کے پروردگار نے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا بیان کرتے رہیں۔"

۳۔ عید منانا:

ذکرِ نعمت اور تحدیثِ نعمت کے علاوہ اللہ کی نعمتوں اور اس کی عنایات کریمانہ پر شکر کے اظہار کے لئے ایک طریقہ اور صورت یہ بھی ہے کہ اس خوشی کا اظہار جشن اور عید کے طور پر کیا جائے۔

حضرت عیسیٰ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں ملتجی ہوتے ہیں:

ربنا انزل علینا مائدةً من السّمآءِ تکون لنا عیدًا لاوّلنا و اٰخرنا. (المائدۃ5:114)

"اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان (نعمت) نازل فرمادے تاکہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے اگلوں کے لیے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی عید ہو جائے۔"

یہاں مائدہ جیسی عارضی نعمت کے ملنے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام عید منانے کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ عیسائی لوگ آج تک اتوار کے دن اس نعمت کے حصول پر بطور شکرانہ عید مناتے

ہیں۔

۴۔ عبادت و بندگی کا طریقہ:

علاوہ ازیں اللہ کی نعمتوں کا شکر اس کی بندگی و عبادت سے بھی بجا لایا جا سکتا ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی فرض عبادتوں کے علاوہ دیگر نفلی عبادات سب اللہ کی نعمتوں پر شکرانے کی بہترین صورتیں ہیں۔

مدحت الٰہی

کس کا ہے مداح خدائے دو جہاں — جز ترے اے مہ لقائے دلبراں
کون ہے شافع جزا تیرے سوا — جالسِ عرش خدائے یگاں
آ گئے کس کے تہِ پا آسماں — جز ترے اے خوش فضائے عاشقاں
وقت پیدائش کیا کس نے ادا — سجدہ ایک پیش خدائے عالماں
زندگی میں جنت الفردوس ہیں — کون جانے ماورائے سروراں
سید الثقلین ہے کس کا لقب — جز ترے صاحب لوائے امتاں
کتف پر مہر نبوت کس کے ہے — جز ترے شافع جزائے عاصیاں
بے مثال بیچون ہیں تو حسن میں — مجمع اوصافہائے انبیاں
قاب قوسین تک ہوا کس کو وصال — جز ترے اے دلفزائے عاجزاں
کر دیا دو پارہ ایما سے قمر — کس نے جز تو دلربائے مُرسلاں
اے شہِ شاہاں شہنشاہ شاہِ دیں — جان جاناں جانہائے دو جہاں

ظہور میلاد النبی ﷺ

تمام کتب فضائل و سیر میں میلاد کے ثبوت میں بے شمار روایات ملتی ہیں جس میں یہ ت واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اللہ عزوجل نے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی آمد پر جشن میلاد منایا ہے اسی لئے اللہ عزوجل نے اس موقعہ پر جو اہتمام و انصرام فرمایا اور جس موسم کو چنا وہ بہار کا موسم تھا جو اپنے جوبن کا حسن اور تمام تر رعنائیوں اور دلفریبیوں کے ساتھ جلوہ گر تھا اور اس موسم میں ماہ ربیع الاوّل کی آمد اس بات کا اشارہ تھی کہ اللہ عزوجل کس قدر خوش بھرے انداز میں ں سہانی گھڑی کی نمو کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسا کہ بروائت حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ظاہر ہوتا ہے:

وکان ذلک فی فصل الربیع. (السیرۃ الحلبیۃ 48:1)

حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت موسم بہار میں ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ فرمان الٰہی ساری زمین نے سرسبزی کا روپ دھارا گلے سڑے درخت بھی پھلوں پھولوں سے لد گئے۔ خشک اور بنجر زمین بھی شاداب ہوگئی ہر سمت رحمت اور برکتوں کی بھرمار ہوگئی قحط زدہ علاقے بھی رزق کی فراوانی سے مالا مال ہوگئے اور اس سال کو خوشی اور فرحت والا سال قرار دے دیا گیا حالانکہ قبل ازیں ہر طرف خشک سالی اور قحط کا راج تھا اور قریش اپنی بدحالی پر پہنچ چکے تھے۔

بروایات صحیحہ عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ عزوجل

نے فرشتوں سے فرمایا:

تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو، اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا۔ (السیرۃ الحلبیہ 48:1)

سب سے اہم بات جو ظہور میں آئی وہ اس سال کی برکت خاص تھی جس میں سارا سال عرب میں لڑکیوں کی پیدائش موقوف رہی اور ہر نومولود لڑکا ہوا ہر آنگن میں لمحات مسرت اتر آئیں اور کسی کے چہرے پر حزن و ملال کا ہلکا سا سایہ بھی نہ پڑنے پایا۔

بحوالہ السیرۃ الحلبیہ 78:1' اور اللہ عزوجل نے اس سال یہ اذن جاری فرمایا کہ حضور رسول کریم ﷺ کی تکریم میں تمام دُنیا کی عورتیں لڑکوں کو جنم دیں۔

بوقت ظہور اقدس جشن الٰہی

حضور سرور کائنات ﷺ کی آمد پر پورا سال اللہ عزوجل کی خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہا اس سعید ساعت کی خوشی میں کائنات کے ذرّے ذرّے نے ایسی آرائش اور زیبائشوں کا اہتمام کیا اور خود کو سجایا جس کی نظیر ازل سے ابد تک نہ کبھی تھی اور نہ ہی کبھی حیطہ خیال میں آسکتی ہے۔ بلا مبالغہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی دُنیا میں آمد کی خوشی میں کائنات پست و بالا میں ایسا چراغاں کیا کہ شرق تا غرب ہر شے بقعہ نور بن گئی۔

حضرت آمنہ علیہ السلام جن کی آغوش مبارک کو اس نور پاک کی پہلی جلوہ گاہ قرار دیا گیا اور وہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ قرار پائیں تو ایسے موقعہ پر انہیں آپ ﷺ بقول حضرت آمنہ علیہ السلام بے شک ! مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے اور اس نور سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے۔ (تاریخ امم والملوک 455:1' طبری)

یہ سب کچھ آپ رضی اللہ عنہا نے حالت بیداری میں بفرمان الٰہی بچشم خود دیکھا۔ بروائت فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی

اللہ عنہ۔

"جس رات آپ ﷺ کی ولادت ہوئی میں حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے ہیں کہ مجھے کہنا پڑا کہ یہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔" (طبری تاریخ الامم والملوک 454:1)

حضرت آمنہ علیہا السلام والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ:

"پھر اللہ عزوجل نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا' دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔"

(سیوطی: الخصائص الکبریٰ 81.83:1)

جس طرف مائل محمد ﷺ ہو گیا	وہ بشر فاضل و جید ہو گیا
خوف ہو نارِ جہنم سے کیا	جب ہمارا وہ مؤید ہو گیا
ہو گئے بطحا و یثرب نور و نور	جبکہ وہ سرور ﷺ تولد ہو گیا
بڑھ گیا رُتبہ زمیں کا عرش سے	شہر مکہ بھی ممجد ہو گیا
کیا فضائے خوشگوار آنے لگی	وقت آمد جبکہ احمد ﷺ ہو گیا
شادیں کے شوق میں ہر نفس سے	شور برپا آمد آمد ہو گیا

استقبال حوران بہشت

ظہور اقدس کے وقت حوروں نے حضرت آسیہ اور حضرت مریم علیہا السلام کی قیادت میں آپ ﷺ کا استقبال کیا۔

حضرت آمنہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ:

"مجھے عورتوں کی طرح جب درد شروع ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس کر رہا ہے جس

سے میرا تمام خوف اور درد جاتا رہا پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جس کو میں نے پی لیا وہ شہد سے بھی میٹھا تھا پھر ایک بلند نور کے ہالے میں مجھے گھیر لیا گیا میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں اُنہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں اور انہیں اس ولادت کی خبر کس نے دی تو اُنہوں نے کہا کہ آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔" (المواہب اللدنیہ 124:1)

نیز آپ علیہا السلام مزید فرماتی ہیں کہ:

اسی دوران میں نے سفید ریشم کا ایک ٹکڑا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلا دیا گیا اس وقت ایک کہنے والا کہہ رہا تھا انہیں پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں سے دور لے جاؤ' میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہوا میں تعظیماً کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں ہیں پھر میں نے پرندوں کے جھنڈ دیکھے جنہوں نے آ کر میرے حجرہ مبارک کو ڈھانپ لیا ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ (المواہب اللدنیہ 125:1)

قبل از ظہور النبی ﷺ تنازع مابین ارض و سماء

بروایت صحیحہ مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بارادۂ لم یزلی و بایماے کن فیکون زمین و آسمان کو ایجاد فرمایا: تو مابین زمین و زمان کے تنازع ہوا۔ آسمان بوجہ کمال رفعت کے زمین سے گویا ہوا کہ اے زمین قادر مطلق نے مجھ کو بہ نسبت تیرے درجہ بلندی کا عطا فرمایا ہے اور برترین مخلوق قرار دیا ہے زمین نے کہا حیف تمہاری بلندی و خود پسندی پر کہ یہ جو تمہاری رفعت خود بخود غرور پر دال ہے۔ آخر الامر اس کا نتیجہ حقیقت میں عزت بہ آل ہے بعدۂ با کمال غرور پھر بزبان خود اپنی تعریف اور بھی بدحال ہے اگر ایسا ہے تو عنقریب انشاء اللہ صفتوں سے نزول ہے دیکھ گو میں ایک ناچیز حقیر خاک ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ خوبیوں سے موصوف ہوں مگر تیری طرح اس قدر متجاوز ہونے سے گریز کر کے افتخار و غرور نہیں کرتی ورنہ جو اوصاف خداوند نے

مجھ کو حمایت فرمائے تجھے ان کی خوشبو بھی نہیں پہنچی۔ اوّل تو لایزال نے مجھ عاجز سے بنی آدم کا قالب ایجاد فرمایا کہ جس کی صفت خداوند تعالیٰ نے آپ اپنی کلام پاک میں بیان فرمائی:

وخلقنا الانسان فی احسن تقویم.

یعنی پیدا کیا ہم نے آدمی کو ایک بہت اچھی قوام میں۔ بعدہٗ اسی انسان کے واسطے وہ مدارج مقرر کیے کہ جن کے نام ولایت وغوثیت نبوت ورسالت ومحبوبیت وشہادت سے نامزد کر کے آیات مفصلہ ذیل سے علیحدہ علیحدہ مدارج تفصیل وار مشکور وممنون فرمایا:

ان المتقین فی ظلل و عیون وفا کھة مما یشتھون.

یعنی تحقیق پرہیزگار بیچ سایوں وچشموں ومیوؤں کے آباد ہوں گے۔ جن کی ان کو اشتیاق ہوگی اور دوسری آیات میں کس قدر نعمتوں سے سرفراز فرمایا:

علیھم ثیاب سندس و خضر و استبرق و حلوا اساور من فضة وسقاھم ربھم شرابا طھورا.

یعنی ان لوگوں پر کپڑے سندس واسترق کے ہونگے اور پہنیں گے کنگن چاندی کے اور پلاویگا ان کو ان کا رب شراب پاک۔ اور شہداء کو یوم الحشر تک ممات سے اپنے کلام مجید میں ثبوت فرما کر نجات دی اور کہا:

لا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون.

یعنی ان لوگوں کو جو رستہ خدا میں قتل ہوئے مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے اور ماسوا اس کے تمام قرآن شریف وعدہ جنت میں متقیوں کے واسطے مملو کر دیا ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں اور دیکھ مجھ عاجزہ سے اس میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا مایہ وخمیر خداوند نے تیار کر رکھا ہے کہ جس کی خاطر میرا اور تمہارا بود ہونا ثابت ہوتا ہے اور جس کی شان میں تمام کلام مجید نازل ہوا تو پھر تمہارا اس قدر فخر کرنا بیجا ہے۔ آسمان ایسے ثقیل جواب استماع کر کے کمال جوش وخروش سے

گویا ہوا کہ یہ جو مدارج تو نے بیان کئے ہیں تجھ سے مخلوق شدہ کو تو یوم الحشر عطا ہوں گے اور اب تمہارے سے ایسے بھی ہیں جو جہنم میں گرفتار ہوں گے اور جن کو عذاب ہائے جانگداز میں رہنے کے واسطے یوم الخلود کا لفظ بولا جائیگا اور وہ بھی تو تیرے ہی وجود سے ہوئے ہوں گے۔ جن کے حق میں آیات ذیل اور ماسوا اس کے اور چند آیات بشدید حال ہیں:

فی نار جھنم خالدین فیھا ولھم عذاب حریق.

یعنی وہ لوگ بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے اور واسطے ان کے عذاب جلانے والا ہوگا یہ تو تمہارا فخر ناجائز ہوا دیکھ مجھ کو خداوند نے بہر حال اپنی کلام پاک میں (و السماء ورفعھا) اور آسمان بلند کیا اس نام سے نامزد کیا ہے تب زمین نے کہا: اگر تم کو آیت ذیل کے اوصاف سے مخصوص کیا ہے کہ:

و الارض مددناھا والقینا فیھار اسی وانبتنا فیھا من کل زوج.

اور زمین کو ایسا فراخ بنایا اور اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر قسم کے نباتات سے زوج زوج پیدا کیا جب آسمان نے زمین سے یہ دل پسند جواب استماع کیا تو کہنے لگا کہ میری سرشت میں انوار ایزدی ہیں زمین بولی مجھ میں اسرار پوشیدگی ہیں۔ آسمان نے کہا: مجھ پر کواکب درخشاں وشمس وقمر تاباں معصوف باوصاف آیت ذیل موجود ہیں کہ:

وجعل القمر فیھن نوراً وجعل الشمس سراجاً.

یعنی بنایا ہم نے چاند کو جو اس میں نور ہے اور بنایا سورج کو ایک چراغ' یہ جواب جب زمین نے استماع کیا تو کہنے لگی اگر تیرا وجود نجوم سے مزین ہے تو میرا وجود ہے خداوند نے گونا گون چمنستان وبوقلموں گلہائے خنداں سے ایجاد فرمایا ہے آسمان کہنے لگا کہ میرے نزدیک تیرا کیا رتبہ ہے میرا نام قلعۂ فلک مقام جبرائیل ومیکائیل واسرافیل ومکین عیسیٰ بن مریم وادریس ہیں اور وہ جو گلہائے خنداں تیرے وجود میں نمایاں ہیں ان کی زیبائش میرے ذریعہ سے ہے کیونکہ خداوند

فرماتا ہے:

ونزلنا من السماء ماء فانبتنا به جنات وحب الحصيد.

یعنی ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پس اس سے باغ ودانہ کاٹنے والے پیدا کیے جب زمین نے یہ جواب دندان شکن آسمان سے گوش کیا اور اپنے اوپر کسی معزز و متفخر شخص کی رہائش نہ دیکھی تو کئی ہزار سال کمال ندامت سے سرنگوں ہو کر بدرگاہ ربانی مستغیث رہی اور بدین مضمون فریاد کرتی رہی۔

اے خدا دو جہاں اے ذوالجلال و کبریا　　خالق ارض و سما شاہنشہ ہردوسرا
ہے کہاں ممکن کہ ہو مجھ سے ادا تیری ثناء　　جس طرح اپنی ثناء کو تو نے قرآں میں لکھا

ہے یہ واجب چپ رہوں اللہ اکبر ہی کہوں
درگہ عزّ و علا میں عاجز و احقر رہوں

ہے تجھے شایان کہ شاہوں کو کرے یکدم گدا　　بخشے سلطانی گداؤں کو ز افضال علا
آسماں ہے طعنہ زن مجھ پر بعد جور و جفا　　نامزد کرتا ہے مجھ کو عاجز و احقر گدا

حال پر میرے عنایت ہو اگر غفار کی
دور ہو جائے یہ نخوت آسماں مکار کی

مجھ کو وہ رتبہ ملے جو آسماں روتا رہے　　اشک حسرت سے غرور نفس کو دھوتا رہے
آبرو حسد و عداوت کے سبب کھوتا رہے　　منتظر دیدار کا میرے سدا ہوتا رہے

تا کہ میں بھی طعن سے اس کو کروں نادم مدام
تب غبار خاطر مغموم نکلے گا تمام

جب یہ استغاثہ زمیں مستغیث کا درگاہ ربانی میں مستجب ہوا تو ذوالجلال نے اپنے حبیب محمد الرسول اللہ ﷺ کو روئے زمین پر ایجاد فرمایا۔ تو زمین نے بہزار ناز و افتخار کثرت شادمانی سے سرچند اپنے قدر سے بالا ہو کر آسمان سے بصد طعن یہ مضمون کہا۔

سچ بتا اے آسمان اب کس کا رُتبہ ہے بلند　　کون ہے کونین میں مجھ سے زیادہ تر بلند

اب کہاں تیرا وہ درجہ جو تجھے تھا ارجمند　　کس پہ ہے پیدا ہوا یہ نور گیتی دل پسند

اب یہ لازم ہے کہ اک چلو میں ہو مغروق تو
تا قیامت پھر کبھی ایسا نہ ہو منطوق تو

اب کہاں تیرے تمامی عرش و کرسی کے مقام　　ہے کہاں قلعہ فلک جائے ملک تیرا وہ نام
افتخار چمک و دمک و جھلک کا تیرا مقام　　اب بتا جبریل و میکائیل کے عالی مقام

نور تو کون و مکاں کا مل گیا سارا مجھے
رہ گیا تو پیٹتا روتا ستاتا تھا مجھے

نور محمد ﷺ کا بیان

بروایات صحیحہ مروی ہے کہ ایک روز مہینا و شفیعنا ﷺ نے جبریلؑ دریافت فرمایا کہ تمہاری عمر کس قدر ہے' اس نے کمال ادب ولحاظ سے سرنگوں ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری عمر بجز خدائے علیم کے کوئی نہیں جانتا' لیکن مجھ کو معلوم ہے کہ جب ایزد متعال سے مجھے خلعتِ وجود مرحمت ہوا تو ایک ستارہ کئی سو سال کے بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اس کو کئی سو بار دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب وہ ستارہ کبھی اپنے مطلع پر ظاہر ہوا ہے یا نہیں جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب کبھی نہیں دیکھا آپ نے اظہار فرمایا کہ وہ میرا ہی نور تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ہنگام ظہور وجود اپنے کے لایزال سے عرضاً استفسار کیا تھا کہ اولاً روئے زمیں پر کونسی چیز پیدا کی گئی ہے تب ارشاد باری تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ بجانب بالا نظر کر بہ جبیں ملاحظہ ایک نور کوہ طور لامکاں سے نظر میں آیا۔ جس کے اردگرد چار نور لوزنہ کور کی ضیاء سے چاند کی مانند دکھائی دئے اس نور کے دیکھتے ہی میری آنکھیں اس کی چمک دمک سے جھپک گئیں اور سجود بدرگاہ ربانی ہو کر عرض کیا کہ اے خلاق اکبر یہ کیسا نور ہے فرمان ہوا کہ یہ نور میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور جوارد گرد نواح میں نور منور ہیں یہ اس کے چار یار ہیں جو اس کے ہر مکاں و زماں میں غمگسار ہیں۔

لایزل سے لفظ کن جس وقت اظہر ہو گیا — نور وحدت سے علیحدہ نور سرور ہو گیا
نخل اُمید شفاعت امتاں اس روز سے — خشکی عصیاں سے تازہ و مثمر ہو گیا
عرصہ طوال تک ہو کر طواف لا یزل — انقضا میعاد وعدہ پر وہ اظہر ہو گیا
جبۂ آدم صفی پر اولاً چمکا وہ نور — بعدہٗ ہر ایک اعضا اس سے انور ہو گیا
سجدہ آدم بجا لائے سبھی ملکوت تب — جبکہ نور احمدی ﷺ اس میں منور ہو گیا

طوق لعنت اس لئے ابلیس کو ڈالا گیا — شاہ دیں کے نور سے جس وقت منکر ہو گیا

حقیقت محمدیہ کا اظہار

جب اللہ تعالیٰ نے "حقیقت محمدیہ" کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کی صورت' جسم' روح اور معنی کے اظہار کا ارادہ کیا تو اس "نور محمدی" کو سیدہ آمنہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیپ میں جگہ دی اور اللہ قریب مجیب نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ کی والدہ ہونے کا شرف پایا۔ آسمانوں میں اعلان کیا گیا کہ سیدہ آمنہ نے اللہ تعالیٰ کے انوار ذاتیہ کو اپنے اندر جگہ دیدی اور باد بہاری نے ہر طرف اس خبر کو پھیلا دیا اور زمین کو عرصہ دراز تک خشک رہنے کے بعد نباتات کی سندسی پوشاک عطا کی گئی۔ پھل درختوں پر لگے اور درختوں نے پھل چننے والوں کیلئے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں پ قریش کے ہر چار پائے نے فصیح عربی زبان میں آپ کے شکم مادر میں تشریف لانے کی خوشخبری دی۔ بت اور محلات کے کنگرے منہ کے بل گر پڑے' مغرب کے جنگلی پرندوں نے مشرق کے پرندوں اور بحری مخلوق نے دوسری بحری مخلوق کو خوشخبری دی' کائنات نے اس خوشی سے سرور کے بھرے پیالے پیئے۔ جنات نے آپ کے دور کی بشارت دی' کاہن غیبی خبروں سے روک دیئے' رہبانیت نے خوف کھایا' آپ کی آمد کی خبر پر ہر خبر عالم شیفتہ ہو گیا اور آپ کے حسن بھرے رنگ میں بے خود ہو گیا۔ آپ کی والدہ کو خواب میں کہا گیا کہ تمہارے پیٹ میں سید العالمین اور تمام مخلوق سے بہتر شخصیت جلوہ فرما ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام "محمد" (ﷺ) رکھنا۔ اس لیے کہ ان کے ہر فعل و قول کی تعریف کی جائے گی۔

عطر اللھم قبرہٗ الکریم......بعرف شذی من صلاۃٍ و تسلیم اللھم صل وسلم و بارك علیه.

پیدائش نور محمد ﷺ کا بیان

ایک روز جابر بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے آں سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے کون و مکان کی پیدائش کے موجب آپ کے نور منظور کبریا کے اول خالق اکبر نے کس چیز

کو ایجاد فرمایا آپ نے کمال احسن اجمال سے بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ اے جابر بن عبداللہؓ اوّلاً کل کائنات سے ایزد متعال نے میرا نور پیدا کیا اور خلقت کے نور سے ایک ہزار سال علیحدہ کر کے اپنے فضائے قربت میں رکھ کر مامور بہ سجدۂ نیاز مندی کر کے مشغول بہ تہلیل و تسبیح رکھا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

اول مـا خـلق الله نوری. "یعنی جو خداوند نے پہلے پیدا کیا وہ میرا نور تھا۔"

اور اتفاق جمہور سے ثابت ہے کہ جب لایزال نے چاہا کہ میں اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسا آئینہ خوش نما پُر ضیاء پیدا کروں کہ جس سے مجھ کو اپنے انوار پُر اسرار کا مشاہدہ ہو تو ایزد تعالیٰ نے بہ تقاضائے آرزوئے خویش اپنے نور سے ایک حصہ نور کا علیحدہ کر کے کہا کہ کن یا محمد ﷺ یعنی پیدا ہو جا اے محمد ﷺ وہ نور بہ حسب ارشاد فیض بنیاد کن فیکون کے نہایت ادب و آداب سے بہ کثرت کمال بلند بالا ہو کر ذات پروردگار کے آگے جھکا جبین نیاز کو زمین ادب پر فرسودہ کر کے سجدہ کناں ہوا اور الحمد پڑھنا شروع کیا پھر اس نور کے اللہ تعالیٰ نے چار حصے کیے حصہ اوّل سے عرش، دوئم سے کرسی، سوئم سے لوحِ محفوظ اور چہارم سے قلم کو ایجاد فرمایا اور قلم کو فرمان دیا کہ لکھ قلم نے کہا: کیا لکھوں، حکم ہوا کہ لکھ توحید میری پس قلم نے چار ہزار سال میں لوح محفوظ پر تحریر کیا: لا اله الا الله دوبارہ حکم ہوا کہ اس سے آگے لکھ محمد الرسول الله قلم نے جس وقت اسم گرامی و نامی خواجۂ کائنات کا استماع کیا تو ایک ہزار سال درگاہ لایزال کے آگے سربہ سجدہ رہی بعدۂ درگاہ ربانی میں التجا کرنے لگی یا ذوالجلال والاکرام تیری ذات بے مثل و بے نظیر ہے اور شراکت سے مبرّا ہے تو پھر تیری ذات کے برابر کس کا نام ہے فرمان ہوا کہ یہ اسم عظامی میرے محبوب سراپا مطلوب کا ہے کہ جس کے ذریعے سے یہ سب سامان نیست و نابود میں ایجاد کرنا چاہتا ہوں اور برابر اپنے اسم عظیم کے اس واسطے رکھا ہے کہ میرے محبوب کے نام کی عزت حرمت میرے نام کے ساتھ ہونے کے سبب بجا رہے جب قلم نے یہ مژدہ سنا کیا تو نہایت ادب سے چار ہزار سال

میں تحریر کیا اور کہا:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته.

یعنی سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی تو خداوند حقیقی نے اپنے حبیب کی جانب سے آپ جواب فرمایا کہ:

السلام علینا وعلیٰ عباد الله الصالحین.

یعنی سلام ہو ہم پر اور ہمارے نیک بندوں پر اور اس تحفہ درود سلام کو گنجینہ اسرار میں مخفی رکھا اور مقام وصال پر شب معراج کو بروقت داد و دہش تحفہ شاہانہ کے اپنے حبیب کو تفویض فرمایا بعد اس کے قلم کو حکم دیا کہ لکھ روزنامچہ یعنی دستور العمل سب انبیاء کی اُمتوں کا چنانچہ اس منشی قضا و قدر نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تک سب پیغمبروں کی اُمتوں کا نامۂ قسمت و عدل و نیک و بد و جزا و سزا تحریر کیا جب حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کی اُمت کی نوبت پہنچی تو قلم نے بدستور ماسبق لکھنے کا ارادہ کیا تو حکم ہوا کہ:

تادب یا قلم مادب یا قلم.

یعنی ادب کرا اے قلم، ادب کرا اے قلم، قلم نے یہ حکم پُر زجر استماع کرتے ہی خوف الٰہی سے کانپنا شروع کیا حتیٰ کہ بوجہ کمال خوف و دہشت الٰہی لازم ہونے کے شکستہ ہو گئی اور ہزار سال تک کانپتی رہی پھر اس کو ید قدرت نے قط لگایا اور حکم دیا کہ لکھ:

امته مذنبة و ربّ غفور بحق حبیبه محمد صلی الله علیه وآله وسلم.

یعنی اُمت گنہگار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی طفیل بخشش کرنے والا ہے ازاں بعد خالق اکبر نے مذکور کو ایک سنہری و زیبا شکل میں مخلوق کر کے روبرو اس کے آئینہ حیا قدرت نما کا رکھا تو آئینہ مذکور سے اپنی بے مثال صورت دیکھتے ہی اس نے لایزال کی صنعت پر قربان ہو کر توحید ایزدی بیان کرنی شروع کی اور بارہ ہزار سال نور ایزد متعال کے اردگرد طواف کرتا رہا اور کمال

لطافت اور سنجیدگی سے رب الکریم کو یاد کرتا رہا۔ الغرض پھر اس نور سے خداوند نے ارواح انبیاء اولیاء اخلاق اجناس و شمس قمر آسمان و زمین ایجاد فرمائے بعدہٗ جبرائیل علیہ السلام کو فرمان دیا کہ ستر ہزار ملائک کو ہمراہ لے کر بر روئے زمین جاؤ اور ایک مشتِ خاک واسطے تخلیق وجود آں خواجۂ عالم ﷺ کے لے آؤ۔ تب بحسب ارشاد باری تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام معہ ملائک مامورہ زمین پر آئے مقام قبر صاحب لولاک سے ایک قبضہ خاک کا لے گئے تو خداوند کے حکم سے اس خاک کو عطریات قدسی سے معطر کر کے مایۂ خمیر وجود احمدی مہیا کیا اور اس کو نور احمدی سے منور کر کے اطباق السموٰت والطراف و جوانب جنت و اصناف ملائک میں پھرا کر سب کو مژدہ:

هذا طينة حبيب ربّ العالمين و شفيع المذنبين صلى الله عليه وآله وسلم.

یعنی یہ خوشبو خداوند کے حبیب اور گنہگاروں کے شفاعت کرنے والے کی ہے کا مژدہ سنایا۔ بعدہٗ وہ گوہر پُر ضیا قبل از پیدائش حضرت آدم علیہ السلام ایک منور قندیل میں ساق عرش سے معلق رہا جب حضرت آدم صفی اللہ کا مایہ خاک سے تیار ہوا تو مقدر قضا کے کارکنوں نے نور رسول امجد ﷺ کو نامیہ صفی اللہ علیہ السلام میں مامون کیا حتی کہ وہ نور آہستہ آہستہ تمام وجود آدم علیہ السلام میں سرایت کر گیا اور تمام اعضاء نور المبین سے نورٌ علیٰ نور ہو گئے تو ملائک ارض و سما کو در باب سجدہ آدم علیہ السلام کے فرمان ہوا اس لئے کہ وہ نور ان کے وجود میں منتشر تھا اور دراصل وہ سجدہ نور محمدی ﷺ کو تھا الغرض سب ملکوت نے سجدہ ادا کیا اور ابلیس خبیث بہ موجب فخر خلقتني من نارٍ وَّ خلقتهٗ من طين یعنی پیدا کیا مجھ کو آتش سے اور اس کو خاک سے کے منکر ہوا اور انحراف ورزی کے موجب محل نزول آیہ ابى و استكبر و كان من الكافرين۔ "یعنی منکر ہوا اور غرور کیا تو کافروں میں ہو گیا۔"

مچی ہے دھوم پیمبر کی آمد آمد ہے
حبیب خالق اکبر کی آمد آمد ہے

کیا ہے سبز علم نام کعبہ پر
کہ دو جہان کے سرور کی آمد آمد ہے
نہ کیوں ہو نور سے تبدیل کفر کی ظلمت
خدا کے ماہِ منور کی آمد آمد ہے
ہے جبریل کو حکم خدا خبر کر دے
کہ آج حق کے پیمبر کی آمد آمد ہے
خوشی کے جوش میں بلبلیں بھی نغمہ کناں
چمن میں آج گل تر کی آمد آمد ہے
دو زانو ہو کے ادب سے پڑھو صلوٰۃ و سلام
عزیز و خلق کے مصدر کی آمد آمد ہے
جمیلؔ قادری کہہ دے کھڑے ہوں اہل سنن
ہمارے حامی و یاور کی آمد آمد ہے

زمیں پر رسول اللہ ﷺ کی آمد

جہاں میں شور برپا ہے رسول اللہ آتے ہیں — زمیں پر آسماں سے وہ حبیب اللہ آتے ہیں
تصدق جان سے ہو کر بچھاؤ فرش آنکھوں کا — حبیب لایزل صاحب کریم اللہ آتے ہیں
زمیں کو آسماں سے کیوں نہ ہو رُتبہ جلالت کا — کہ نور لامکاں سے اب رفیق اللہ آتے ہیں
ہوئے ہیں واسطے جن کے زمین و آسماں پیدا — وہ مالک عرش و کرسی کے عزیز اللہ آتے ہیں
ہوا نور صفیؑ سے نور جن کا اوّلاً پیدا — شفیع المذنبیں احمد حبیب اللہ آتے ہیں
دکھا کر معجزہ شق القمر سب گبر و ترسا کو — مسلماں کرنے والے وہ خلیق اللہ آتے ہیں
پڑے گا زلزلہ روز ولادت کفر کو جن کے — وہ منہدمِ الرکن کفار صل اللہ آتے ہیں
شب معراج کو جن کیلئے فراش قدرت نے — بچھایا فرش نورانی رحیم اللہ آتے ہیں

تو ہو معروف ایسے شاہ دیں کی مدح میں ایدل　　شفاعت کیلئے تیرے شفیع اللہ آتے ہیں

خطیب انبیاء

آمد آمد ہے حبیب کبریا　　آمد آمد ہے خطیب انبیاء
آمد آمد ہے مجیب ذوالعلا　　آمد آمد ہے طبیب ذی الشفاء
آمد آمد ہے محمد مصطفیٰ ﷺ

اصفیاء سے اوّلاً ہے جس کا نور　　نور ذات کبریا سے ہے ظہور
لا مکاں جس کے لئے ہے کوہ طور　　من وعن سب جسم و جاں سے نور و نور
آمد آمد ہے مجد اتقیاء

باعث تولید انسان و ملک　　وحش و طیر خطۂ ارض و فلک
مدح میں اسی کے کہاں ہم کو ورک　　گر لکھیں کون و مکاں ہے جب تلک
آمد آمد ہے شہ خیر الوریٰ ﷺ

مرحبا صل علی فخر زمن　　راز داں اخفاء و اظہر ذوالمنن
زینت فرشِ زمیں سقفِ زمن　　شافع روز جزا یثرب وطن
آمد آمد ہے یہاں قمر الضیاء

دافع اوغام کفر و بغض ہم　　مانع شرک و جفا فسق و ذم
واعظِ علم خدا خیرِ الامم　　قاتل کفار ہا عرب و عجم
آمد آمد ہے شہ دیں اجتباء

حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف سے اُمت مصطفیٰ ﷺ کو خوشخبری

اور جبرائیل علیہ السلام بہ حسب ارشاد کردگار خالق لیل ونہار سقف کعبہ معظمہ پر تین علم نورانی شاہی لے کر نازل ہوئے اور اُمت احمدیہ کی طرف متوجہ ہو کر نزول نور آں حضرت ﷺ کی خبر دینے لگے۔

بالائے قصر کعبہ جبرائیل کہتے تھے　　سکنائے ہر ولاہ کو یہ مژدہ سناتے تھے
یعنی سبھی کو آمد احمد ﷺ سناتے تھے　　مژدوں سے سامعین کو بسمت بناتے تھے
پیدا ہوئیں گے کون و مکاں میں وہ مصطفیٰ　　عاشق ہے جن پہ روز ازل سے وہ کبریا
وہ نونہال گلشنِ اسرار اکبری　　دے گلبن مراد ز اشجار سروری
دے ثمرۂ بہار ز اثمار دلبری　　وے کعبہ کونین علمدار محشری
دُنیا میں اپنا جلوۂ طلعت دکھائے گا　　خلعت کو نیک راہ ہدایت بتائے گا
جسکے مطیع کے واسطے پہلے خدا نے　　قادر قدیر قائم و مشکل کشاء نے
جنت بنا دیا ہے معلّی لقاء نے　　رضوان و حور و غلاں مقدر قضاء نے
مکہ میں ایسا چاند قریبا طلوع ہو　　دافع سیاہی کفر و زائل فروع ہو
ہیں اسم جن کے احمد و محمود و مصطفیٰ　　نازل ہوں جن کے شان میں آیات ہل اتیٰ
تشبیہ ہو جس کی زلف کو والیل سے سدا　　تمثیل روئے زیبا میں نازل ہو والضحیٰ
جاری کرے گا دُنیا میں احکام دُنیا کو　　توحید معرفت و حقیقت مبین کو
معجز نمائے ملک عرب ہو کہ یا عجم　　بے چون و بے چگون کا ہوگا وہ ہم بزم
پیغمبروں نبیوں کا ہو گا کل ختم　　زیبا و نیک طلعت ہو گا وہ کا انجم
ناسخ ہو وہ توریت و انجیل و زبور کا　　مانع ہو شرک و کذب جفا و غرور کا
موصوف با صفات بقرآں ہو مجیب　　موسوم اسم طٰہٰ و یٰسین ہو حبیب
یوسفؑ تو ہے حبیب زلیخا کا یاالعجیب　　محبوب ہو خدائے جہاں کا وہ ہو خطیب
اعجاز میں وہ رشک مسیحاء ہووے گا　　اعزاز میں وہ غیرت سلماء ہووے گا
اے مومنین تم کو بشارت سناتا ہوں　　محبوب کبریا کی مبارک میں گاتا ہوں
نغمہ رباب آمد احمد ﷺ بجاتا ہوں　　اوصاف احمدی کو زبان پر میں لاتا ہوں
آجاؤ شاہ دین کی یہ محفل مولود ہے　　بے مثل بینظیر چوں یوم الخلود ہے

Scanned by CamScanner

نورانی حقیقت بزبان حضرت عبدالمطلب

شہنشاہ اور نبی

حضرت عبدالمطلب کی زبان حقیقت ترجمان نے ایک دفعہ اپنے بیٹے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ موسم زمستان میں ہم کو ملک یمن میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہم نے ایک عالم یہود کو دیکھا جو اپنی الہامی کتاب زبور کی تلاوت میں مصروف تھا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے پھر دریافت کیا قریش میں سے کون؟ میں نے جواب دیا بنی ہاشم۔ اس یہودی عالم نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے جسم کا کچھ دیکھوں؟ میں نے کہا صرف وہ اعضائے جسمانی جن کے دکھلانے میں اخلاق اور شرم مانع ہیں چھوڑ کر آپ کو ہر حصہ دیکھنے کا اختیار ہے۔ اس یہودی عالم نے جو کاہن بھی تھا پہلے میرے ناک کا ایک سوت کھول کر دیکھا اور پھر دوسرا سوت دیکھا اور نہایت اطمینان و تسلی کے ساتھ کہا کہ تمہارے ایک ہاتھ ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ پیشن گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔ آپ کے پوتے حضرت محمد ﷺ شہنشاہ بھی تھے اور نبی بھی۔

نورانی درخت

خاتم النبیین رحمۃ العالمین حضرت محمد ﷺ کے حقیقی چچا ابو طالب سے روایت ہے کہ والد بزرگوار حضرت عبدالمطلب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں خانہ کعبہ میں محو خواب استراحت تھا کہ میں نے ایک عجیب و غریب اور رنگین سراپا نور خواب دیکھا عالم بیداری میں آنے

پر اس غیر معمولی خواب کی یاد سے میری روح پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میں نے ایسا ہنگامہ خیز اور عظیم الشان خواب کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس خواب میں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ بطن زمین سے ایک نورانی درخت پیدا ہوا۔ اس کی شاخوں کی وسعت زمین سے آسمان تک تھی۔ تمام مشرق و مغرب کو اس کے طول و عرض نے ڈھانپ لیا تھا اور ابھی اس کا طول و عرض دمبدم ترقی پذیر تھا۔ اس کا پتہ پتہ روشن تھا اس کی شاخ شاخ درخشاں تھی۔ ایسی تجلی اور تابانی کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ اس طوفانی رنگ و نور کی طرف دیکھنا محال تھا اس کی روشنی آفتاب عالمتاب سے ستر گنا زیادہ تھی۔ کبھی یہ رفیع الشان نورانی درخت میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتا تھا اور کبھی میری نگاہوں کو چکا چوند کرنے کے لیے پھر نمودار ہو جاتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ اس درخت کی شاخوں میں قریش کی ایک جماعت لٹک رہی ہے اور دوسرا گروہ قریش تیشہ و تبر لیے اس کی بیخ کنی کے درپے ہے۔ میں نے اس خواب کو جس کی شان جلالت سے مجھ پر رعشہ طاری ہو رہا تھا بیداری کے بعد قریش کے ایک کاہن کے سامنے بیان کیا اور اس سے اس کی تعبیر چاہی۔

خواب کے سنتے ہی کاہن کا تو چہرہ ہی متغیر ہو گیا۔ اس نے کہا اگر واقعی یہ خواب درست ہے تو تمہاری اولاد میں ایک ایسا جلیل القدر نبی پیدا ہو گا جس کا بصیرت افروز اور درخشاں پیغام کفر و باطل کی تاریکیوں کو اس طرح کافور کر دے گا جس طرح افق مشرق طلوع ہونے والا آفتاب عالمتاب شب دیجور کی تیرگیوں کو۔ اس کے نورانی مذہب سے مشرق و مغرب روشن ہو جائیں گے اور دنیا کی بڑی بڑی صاحب جاہ و حشم ہستیاں اس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی۔

رحمت نبوی ﷺ کا حال

بروایات صحیحہ ہے کہ جب طوق لعنت ابلیس کی گردن میں ڈالا گیا تو بحکم یزدانی ایک فرشتہ ہر روز ایک وقت معینہ پر رجیم مذکور کو ایک طمانچہ اس شدت غضب سے مارتا تھا کہ اس کی ضرب کے درد سے دوسرے وقت معینہ تک لوٹتا رہتا تھا جب ظہور خواجہ کونین ﷺ کا روئے زمین

پر ہوا اور اس محبوب کبریا کو (خلعت وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین) یعنی نہیں بھیجا تم کو یا رسول اللہ مگر رحمت دونوں جہانوں کے لئے کا پہنایا گیا تو ابلیس خبیث نے درگاہ لایزالی میں استغاثہ کیا کہ اے خلاق مطلق جبکہ آپ نے اپنے حبیب کو دونوں جہان کی رحمت کے لقب سے نامزد فرمایا ہے تو میں بھی دونوں جہانوں سے ایک جہان میں ہوں' مجھے بھی اس کی رحمت سے سرفراز فرما' جب خداوند نے اپنے محبوب کی عظمت کے صدقہ میں اس روز سے ضرب طمانچہ معاف فرمائی اے عاشقین جمال محمدی ﷺ جب شیطان بھی آپ کے اُمید رحمت سے نا اُمید نہ رہا تو انشاء اللہ اُمت احمد ﷺ یہ کب محروم ہو سکے گی۔

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت کی صبح درخشاں

بروایات صحیحہ وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آ پہنچی جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بیتاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی باغ و راغ کے اندر قافلہ گل آ پہنچا تھا۔ حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا۔ نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہو گیا جس کی ضیا پاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اسی طرح کافور ہو گئیں جس طرح اس کی علمی نور افشانیوں سے آگے چل کر جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں۔

صبح صادق کا وقت تھا۔ آفتاب عالم تاب ابھی اُفق عالم پر طلوع نہیں ہوا تھا کہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے مبارک و مسعود نو مولود کا مژدۂ جانفزا ابولہب کو سنایا۔ اس نے مسرت کے جوش میں آ کر اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ عبدالمطلب نے جب سنا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اپنے نور نظر حضرت عبداللہ کی محبوب یادگار کو دیکھنے کے اشتیاق نے بے تاب کر دیا حضور انور ﷺ کو ایک چادر اطہر میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ اس عظیم المرتبت بت شکن کو گود میں اٹھا کر خوشی خوشی بتوں کا طواف کرانے کیلئے کعبۃ اللہ میں لے گئے۔ اس وقت قریش کے اس بزرگ حضرت عبدالمطلب کے حاشیہ خیال میں بھی نہ گزرا ہوگا کہ اس وقت جس ننھی سی ہستی کو گود میں اٹھا کر میں بتوں کے حضور اس کی درازی عمر اور خوش حالی و فارغ البالی کے لیے دُعا مانگنے آیا ہوں سن بلوغت کو پہنچ کر وہی مہتم بالشان ہستی ان بتوں کی پرستش کے خلاف ایک ایسی انقلاب آفرین صدا بلند

کرے گی جسے سن کر یہ بت منہ کے بل گر کر اللہ اُحد کہنے لگیں گے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ اس نومولود مسعود کی خوشی میں سرشار تھا۔ ملائکہ اہل زمین کو مبارک باد دینے کیلئے آسمان سے روح پرور پھولوں کی بارش کر رہے تھے لیکن کاخ کسریٰ میں ایک زبردست زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ استخر کا مشہور آتش کدہ یکا یک بجھ گیا۔ یہ اس انقلاب عظیم کی پیشگوئی تھی جو اس جلیل القدر مولود کی حیات مطہرہ کے ساتھ وابستہ تھا۔ ایک مغربی فلاسفر کا قول ہے:

عظیم الشان واقعہ کی بشارت

آپ کی صبح آفرینش والی رات شہاب ثاقب اس قدر ٹوٹے کہ لوگ حیرت اور خوف کے مارے گھروں سے باہر نکل آئے۔ قریش نے ولید بن مغیرہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا جب شہاب ثاقب اس طرح ٹوٹا کرتے ہیں تو ضرور کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آیا کرتا ہے۔ یوسف یہودی نے کہا کہ وہ نبی آخر الزمان جس کی آمد خوش آمد کی بشارتیں آسمانی کتابیں دے رہی ہیں آج کی رات منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی۔ اسی طرح اور بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ شکم مادر سے مختون پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ آلائش بھی نہیں نکلی تھی۔

آج ہیں وہ غیرت بدر الدجیٰ پیدا ہوئے بادشاہ دار و دیں خیر الوریٰ پیدا ہوئے
عالم علم الیقیں نور الہدیٰ پیدا ہوئے رہنمائے اتقیا جل و علا پیدا ہوئے
بادشاہ دو جہاں جانِ جہان پیدا ہوئے

فخر فرش و عرش و ہادی کامل کمال سرور ہمہ مرسلاں محبوب ذاتِ لا یزال
مطلع انوار ارض و آسماں بے قیل و قال جامع کنز و علوم و حلم و حکمت باکمال
مصدر جود و سخا نور الایماں پیدا ہوئے

شافع روزِ جزا و مالک دیوانِ حشر تاج لولاک کی ہے جن کے سر پہ ہر شام و سحر
مرشد کامل مکمل خوش نما و خوب تر جانِ جاں سے خوب تر جان جہاں سے خوب تر
منبع لطف و عطا شمع جہاں پیدا ہوئے

فخر موسیٰ فخر عیسیٰ نازشِ عرب و عجم فخر اُمت فخر آدم دو جہاں کے محتشم
ناسخ توریت و انجیل و زبور ذوالامم عالم علم لدنی دافع کفر و ذم
منہدم رکن کفروئے ذوالجناں پیدا ہوئے

عارج عرشِ خدا محبوب مرسل و انبیاء ناسخ ادیانِ پیشیں واصلِ ذاتِ خدا
منزل وحی الامیں ہادیٔ گروہِ اولیاء محتاج کے حاجت روا روزِ جزا صاحب لوا
قدسیاں کروبیاں پیدا ہوئے وے افتخار

آج سب سبع السماء کے نعت خواں ملکوت ہیں چاہِ بابل میں رہا تکلیف سے ہاروت ہیں
مخلصی دوزخ سے سب کو کیا جواں فرتوت ہیں ہو رہے منقوش صورت کی طرح مسکوت ہیں
سن رہے ہیں جب سے ناجی انس و جاں پیدا ہوئے

خالق خلاق مخلوقِ جمیع الکائنات حاکم حکام احکم حاکمانِ عالی ذات
دوزخوں سے دے رہا ہے ہر معاصی کو نجات کس لئے پیدا ہوا ختم النبی عالی صفات
جس کے باعث یہ زمین و آسمان پیدا ہوئے

جبکہ ظاہر ہو گیا نور رسول راز داں تب ہوا غل آسماں پر لامکاں پر بھی فغاں
سنہ اُٹھے سب انبیاء و اولیاء و مرسلاں حور و غلماں اور سب خلدِ بریں کے ساکناں
آج وہ شمع شبستانِ جہاں پیدا ہوئے

ہو گئے اوندھے تمامی تختِ شاہانِ زمیں پڑ گیا لرزہ تمامی شہر میں یوم الحمیں
چیختا پھرتا تھا اس دن کوہ پر شیطاں لعیں کھا گیا لرزہ محل نوشیر واں حصنِ حصیں
جبکہ وہ شاہنشہِ شاہ شہاں پیدا ہوئے

گر گئے کعبے کے بت اور شور برپا ہو گیا جبکہ ظاہر نور احمد مصطفیٰ ﷺ کا ہو گیا

حاسدوں کا حسد سے دل جل کے کوئلا ہو گیا   مومنوں کا دل منور ماہ پارا ہو گیا
نا گہاں جب شاہ دین دو جہاں پیدا ہوئے

جب نبی کریم ﷺ کو شکم مادر میں تشریف فرما ہوئے دو ماہ گزر گئے تو اقوال مرویہ مشہورہ کے مطابق آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا۔ آپ وہاں اپنے ماموں کے ہاں گئے تھے جن کا بنو عدی میں سے بنو نجار قبیلہ سے تعلق تھا۔ آپ وہاں ان میں ایک ماہ رہائش پذیر رہے' کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تھے' وہ آپ کی بیماری میں مدد کرتے اور آپ کی دیکھ بھال کرتے رہے جب آپ کو والدہ کے پیٹ میں قول راجح کے مطابق نو ماہ قمری گزر گئے تو وہ وقت آ گیا کہ زمانہ اپنی خوشی کا اظہار کرے۔ آپ کی والدہ کے پاس شب ولادت حضرت آسیہ اور حضرت مریم دوسری بہت سی مقدس عورتوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ آپ کی والدہ کو درد زہ شروع ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو جنم دیا جو نور تھے اور جن کی روشنی پھیل رہی تھی۔

و محیا کالشمس منك مضئی   اسفرت عنه لیلة غراء
لیلة المولد الذی کان الذین سرور بیومه و ازدهاء
یوم نالت بوضعه ابنت وهب   من فخار مالم تنله النسآء
وأتت قومها بافضل مما   حملت قبل مریم العذراء
مولد کان فی طالع الکفر و بال علیهم و وباء
و توالت بشری الهواتف ان قد   ولد المصطفیٰ و حق الهناء

ترجمہ: اور چہرۂ انور گویا سورج آپ سے روشن کیا گیا اور سیاہ رات اس سے خوب روشن ہو گئی۔ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کی رات وہ ہے جس کے دن سے دین کو سرور و رونق ملی۔ وہ مبارک دن کہ اس دن وھب کی صاحبزادی سیدہ آمنہ نے آپ کو جنم دیا۔ اس جنم دینے سے انہیں وہ فخر نصیب ہوا جو دنیا میں کسی عورت کو نصیب نہ ہوا اپنی قوم کو ایسا فرزند دیا جو مریم کنواری کے ہاں

پیدا ہونے والے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔ ولادت سرور کائنات ﷺ ایسی کہ کفر کی قسمت پر وبال اور وبا چھا گئی اور غیب سے متواتر بشارتیں آنے لگیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہو چکی اور مبارک بادی سے فضائیں جھومنے لگیں۔

ذکر ولادت پر قیام مستحب ہے

اسے خود یاد رکھو' حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرہ کے وقت قیام کرنا "مستحسن" ہے۔ اسے صاحبان روایت اور عقلمندوں نے بنظر استحسان دیکھا ہے لہٰذا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے مقاصد اور مطالب کی انتہاء یہی ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم ہو۔

عطر اللھم قبرہ الکریم...... بعرف شذی من صلاۃ و
تسلیم اللھم صل وسلم و بارك علیه۔

ولادت پر خوشیوں کا سماں

حضور نبی کریم ﷺ جب کائنات میں جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے تھے اور سر انوار آسمان کی طرف بلند تھا۔ اس بلندی سے آپ اپنی سیادت اور بلندی کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور یہ اس طرح بھی اشارہ تھا کہ آپ کی قدر و منزلت تمام کائنات پر بلند ہے اور یہ کہ آپ ﷺ وہ حبیب ہیں جن کی عادات اور خصائل نہایت حسین ہیں۔ آپ کی والدہ نے جناب عبدالمطلب کو بلوایا' اس وقت آپ طواف میں مصروف تھے۔ آپ جلدی سے آ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی' وہ آپ کو کعبہ میں لے گئے اور خلوص نیت سے دعا میں مشغول ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے آپ ﷺ کو عطا فرما کر احسان فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ صاف ستھرے' ختنہ شدہ اور ناف کٹی ہوئی پیدا ہوئے۔ جسم اقدس سے خوشبو آ رہی تھی اور تیل لگا ہوا آنکھوں میں سرمہ پڑا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ آپ کا ختنہ آپ کے حضرت دادا عبدالمطلب نے کیا تھا' جب آپ کی عمر سات سال کی ہوئی تھی اور اس وقت ولیمہ کیا اور عام دعوت دی اور آپ کا اسم گرامی "محمد" (ﷺ) رکھا اور ان کو بہترین جگہ رکھا۔

عطر اللهم قبرهُ الكريم......بحرف شذى من صلاةٍ و
تسليم اللهم صل وسلم و بارك عليه.

عجائبات ولادت

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت بہت سے غیبی خوارق اور انوکھے واقعات رونما ہوئے۔ یہ آپ کی نبوت کی ابتداء تھی اور ان واقعات سے یہ بتانا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے مختار و مجتبیٰ ہیں۔ آسمانوں کی حفاظت سخت کر دی گئی اور اس کی طرف چڑھنے والے سرکش جنات اور شیاطین کو واپس دھکیل دیا گیا اور جب بھی کوئی مردود و رجیم اوپر جانے کی کوشش کرتا تو اسے آگ کے گولوں سے مارا جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمانی ستارے جھک گئے اور ان کی روشنی سے حرم کی پشت و بلند زمین چمک اٹھی اور آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس کے ساتھ شام کے محلات روشن ہو گئے۔ سرزمین مکہ کے رہنے والوں نے شام کے مکانات اور غیر آباد جگہیں دیکھیں۔ مدائن میں کسریٰ کے ایوان لرز اُٹھے۔ جنہیں نوشیرواں نے تعمیر کیا تھا اور خوب بلند کر کے بنایا تھا۔ اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور کسریٰ کا تخت دہشت سے ٹوٹ پھوٹ گیا۔ ایرانی ممالک میں جلائی گئی آگ جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ آپ کے چمکتے چاند اور روشن چہرہ سے بجھ گئی۔ بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا جو قم اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اس کی تباہ کن موجیں اور اس بحیرہ کے سوتے خشک ہو گئے اور وادی ساوہ بہہ نکلی: یہ خشکی اور جنگلی علاقہ میں واقع ایک جگہ ہے۔ اس میں اس سے قبل پیاس سے مرنے والے کیلئے بھی پانی نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی جگہ مکہ المکرمہ میں "عراص" کے نام سے معروف ہے۔ اس پاکیزہ شہر میں جس کے نہ درختوں کو کاٹنے کا حکم ہے اور نہ اس کی گھاس اکھیڑنے کی اجازت ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے سال میں اختلاف اقوال ملتے ہیں۔ راجح یہ ہے کہ آپ بارہ ربیع الاوّل کی صبح صادق سے تھوڑا سا پہلے عام الفیل میں کائنات میں جلوہ فرما ہوئے۔ "عام الفیل" سے مراد وہ سال ہے جس سال "ابرہہ" نے کعبہ پر ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے "ابابیل" سے اسے شکست دی۔

عطر اللهم قبرهُ الكريم......بحرف شذى من صلاةٍ و
تسليم اللهم صل وسلم و بارك عليه.

ولادت مبارک کے فوراً آپ ﷺ کا سجدہ فرمانا

روایات صحیحہ سے مروی ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب یعنی پھوپھی آں خواجۂ عالم ﷺ بیان فرماتی ہیں کہ شب تولّد اس مظہر عالم کو میں آمنہ کے گھر موجود تھی جب آپ تولّد ہوئے تو چھ اعجاز بوقت ظہور تولّد مذکور ملاحظہ میں آئے۔

اوّل: یہ کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے اپنے جبینِ نیاز کو زمین خدمت پر رکھ کر درگاہ ربانی میں سجدہ ادا کیا۔

دوم: بعدہٗ ہر دو دستِ مبارک اُٹھا کر عجب ملاحت سے لبوں کو ہلایا تو لبوں کی جنبش سے ثابت ہوتا تھا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

یا ربّ امتی یا ربّ اُمتی. اور عالمِ بالا کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے

لا اله الا الله محمد الرسول الله.

سوم: بہ حینِ پیدائش آپ کے طلعت کی چمک سے ضیاء چراغ ماند ہو گئی۔

چہارم: بوقت غسل دینے کے منادی غیب نے آواز دی کہ شستہ وشوئیدہ پیدا ہوئے ہیں غسل کی ضرورت نہیں۔

پنجم: ناف بریدہ ختنہ شدہ تولّد ہوئے ہیں۔

ششم: ایک مُہر مابین ہر دو کتف چند خطوط نورانی سے مرقوم تھی۔

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ مبارک ہو

تولّد ہو گئے احمد ﷺ مبارک ہو مبارک ہو ۔ فدا ہے جن پہ خود احد مبارک ہو مبارک ہو

ہوئے روز ازل سے آمنہ تیرے نصیب اچھے ۔۔۔ کہ جایا تو نے ہے احمد مبارک ہو مبارک ہو
ممیز نور تھا نور خدا سے اوّلاً جن کا ۔۔۔ وہ ہیں پیدا ہوئے سرمد مبارک ہو مبارک ہو
ہویدا نام تھا جن صحیفوں اور کتابوں میں ۔۔۔ وہ عالم فاضل وحید مبارک ہو مبارک ہو
ہوئے گا شاہ دیں روز جزا ہم مذنبوں کا ۔۔۔ شفاعت میں مؤید خود مبارک ہو مبارک ہو

ولادت باسعادت کے بعد ملائکہ کی بشارتیں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے وجود سراپا جود سے اس دُنیائے دُوں کو مفخر و معزز فرمایا اور اہل دُنیا کو دولتِ ایمان عطا کرنے کے واسطے خداوند نے ایک گنجینۂ اسرار نبی آخر الزمان ﷺ سے مالا مال کیا یعنی آپ جس وقت تولّد ہوئے تو ایک پارہ ابر سفید آیا اور آپ کو میری گود سے اٹھا کر لے گیا' اس بادل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چند مرد ماں باہم قیل و قال میں مشغول ہیں لیکن وہ بادل آپ کے جلوۂ روئے زیبا سے ایسا منور ہو گیا کہ اس کے پرتو سے مجھے تمام گھر کی ذرہ اندازچیزیں آسانی سے دکھائی دیتی تھیں پھر ایک اور بدلی نمودار ہوئی جس سے یہ آواز پدید ہوئی کہ محمد ﷺ پیغمبر آخر الزماں ہے اس کا تمام خلائق پر جلوہ دو تا کہ آپ کا حسن اخلاق عوام و خاص پر محیط ہو جائے بعدۂ ایک اور آواز آئی کہ اب ان کا سایہ ارواح انبیاء پر ڈالو تا کہ انبیاء کو آپ کے سایہ سے فخر حاصل ہو از اں بعد ایک قلیل عرصہ کے منقضی ہونے سے پارہ ابر واپس آیا جب اس کا پرتو میری آنکھوں میں کھلا تو مجھے تین آدمی نظر آئے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک آفتابہ سیمیں اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت زریں و پارچہ حریر تھا اور تیسرے کی گود میں آپ بحالتِ خواب لیکن مائل برب الارباب ہوئے تھے اُنہوں نے آ کر اوّلاً آپ کو ثر سے جو آفتابہ مذکور میں تھا آپ کو طشتِ زریں میں بٹھلا کر غسل دیا اور پارچہ حریر سے ایک خاتم نکال کر آپ کے ہر دو کتفین کے مابین مہر نبوت لگا دی اور پارچہ مذکور میں آپ کو ملفوف کر کے میری گود میں لٹا دیا اور کہا کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا! حیران و متعجب نہ ہونا یہ تیرا فرزند ارجمند فخر اوّلین و آخرین محبوب رب العالمین ہے ہم اس کو بہ حسب ارشاد خداوند حقیقی تمام عالم و ارواح

انبیاء پر جلوہ دے کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے بعدۂ آپ کی آنکھوں پر ان میں سے ایک نے بوسہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے تیسرے نے کہا کہ آپ کو خداوند نے خلافت آدم علیہ السلام ملک سلیمان علیہ السلام شکرِ نوح علیہ السلام حسن یوسف علیہ السلام کلام موسیٰ علیہ السلام دم عیسیٰ علیہ السلام عبادت یونس علیہ السلام صبر ایوب علیہ السلام علیٰ ہذا القیاس مجمع جمیع الخواص عطا فرما کر علاوہ ازیں درجات ولایت و محبوبیت و قربت و شفاعت وغیرہ ذالک بھی عنایت فرمائے۔

بوقت ولادت انبیاء علیہم السلام کا زیارت کرنا

بروایت صحیح کہ شب تولّد خواجۂ کائنات ﷺ کو عبد المطلب مکہ معظمہ میں تھے یک بیک نیند کھل گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بوقت نصف اللیل ملائک اطباق سمٰوٰت باواز بلند یہ تکبیر پڑھ رہے ہیں۔(اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد) اور سقف خانہ کعبہ بھی بحالت سجدہ کلمہ توحید یعنی (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) پڑھ رہا ہے اور بت خانہ کے تمام اصنام شکستہ ہو کر سجدہ میں گرے ہیں اور منادیٔ غیب با آواز بلند کمال فصاحت سے کہہ رہا ہے کہ اے ساکنین اہل زمین بشارت ہو تم کو آج محمد الرسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں اور ان کے غسل کے واسطے ایک طشت نورانی زریں عالم قدس سے لائے ہیں میں نے ندائے مذکور کو استماع کرنے سے متعجب ہو کر شیبہ کے دروازے پر جا کر دیکھا تو کوہ صفا و مروہ بھی جنبش میں ہیں یہ معاملہ ملاحظہ کرنے سے میرے وجود میں خوف غالب ہوا اور کانپنے لگا لیکن فی الحال ایک شخص نے غیب سے کہا کہ اے قریش مت ڈر' مجھے اس آواز کے سمع ہونے سے تسکین خاطر حزین ہوئی تو آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف گیا اور دروازہ پر جا کر آواز دی کہ اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگتی ہے یا نہیں اس نے کہا جاگتی ہوں میں نے پھر آگے جا کر دیکھا تو وہ نور جو آمنہ کے ناصیہ پر چمکتا تھا دکھائی نہ دیا تب آمنہ سے استفسار کیا کہ وہ نور جس سے تیرا ناصیہ منور تھا' کہاں گیا' اس نے کہا کہ آج وہ نور ظہور میں آیا تب مجھے اشتیاق دیدار فرحت آثار اس بحر نا

پیدا کنار کا ہوا۔ تو آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا کہ مجھے وہ نور کیمیائے دارین دکھاؤ اس نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے تین روز تک بنی آدم کو دکھلانے سے منع کیا ہے تب میں نے آشفتہ ہو کر محرومی لقائے اس سیّد عالم ﷺ کے سبب شمشیر کھینچ کر اندر جانے کا اِرادہ کیا تو ایک شخص مہیب صورت نے میرا دامن پکڑ کر ایسا ڈانٹا کہ میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور حواس خمسہ جاتے رہے۔ تب اس شخص نے کہا کہ جب تک ارواح مقدس انبیاء اولیاء ملائک ارض وسماء مکین ملائے اعلیٰ اس کے دیدار بزہت آثار سے سیر نہ ہو لیں گے۔ تب تک بنی آدم کو حجرہ میں جانا منع ہے بعدازاں میں نے کچھ استقامت حاصل کر کے عالم بالا کی طرف ملاحظہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام طائران اطراف و جوانب جنت کے عجب آراستگی سے آمنہ کے مکان کے اِردگرد چکر لگا رہے ہیں اور باواز بلند (الحمد للہ الحمد للہ) پڑھ رہے ہیں۔ تب میں یہ احوال ندرت مآل دیکھ کر اہلِ قریش کو اس سے مطلع کرنے کا ارادہ کیا تو میری زبان بند ہو گئی اور سات روز تک مجھ سے گفتار نہ ہو سکی لیکن اس وقت اطراف و جوانب مکہ سے یہ آواز آتی تھی کہ معشر الجن والانس محمد حبیب اللہ ﷺ تولد ہوئے اور مبارک ہوا اس گھر کو جس میں آپ تولد ہوئے مروی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد یا محمود ہوتا ہے وہ نارِ جہنم سے محفوظ رہتا ہے' اور اس کے گھر فقر فاقہ نہیں آتا اور جو شخص بارادہ محبت رسول اشکوین اسمائے موصوف موسوم احمدی سے اپنے آپ یا اپنی اولاد کو نامزد کرتا ہے اور جب کبھی جوش محبت سے پکارتا ہے یا محمد ﷺ تو حاملانِ عرش کہتے ہیں لبیک یا ولی اللہ کر تو ہمارا شریک عبادت الٰہی میں ہوا اور بشارت ہو تجھ کو کہ روزِ محشر تجھ کو ثواب حاملانِ عرش کا عنایت فرما کر داخل جنت کرے گا۔

شب ولادت کی قسم اللہ عزوجل نے کھائی

بروایات صحیحہ جس رات میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اللہ عزوجل نے اس مبارک رات کی یوں قسم قرآن پاک میں کھائی ہے۔ و الضحٰی و اللیل (سورۃ الضحٰی)

ابلیس کو مار پڑنا

بروایت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ! جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس پر ستارے گرنے لگے چنانچہ اس نے اپنے لشکروں سے کہا "آج رات ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ مصیبت ہم پر ٹوٹی ہے۔" اس کے لشکروں نے کہا اگر ہم اس کے پاس جائیں تو اس پر جادو کریں چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے تو اللہ عزوجل نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے قدموں کی جانب کھڑا کر دیا۔ (السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ)

بنی اسرائیل کی نبوت کا خاتمہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالتماب ﷺ کی ولادت مُبارکہ کے وقت ایک یہودی مکۂ معظمہ میں سکونت پذیر تھا چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی تو اُس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا کیا آج رات تم میں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے؟ قریش نے کہا واللہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

اُس نے کہا میری اس بات کو جو میں تمہیں بتا رہا ہوں یاد رکھنا اس رات اس آخری اُمت کے نبی پیدا ہو گئے ہیں اور اُے قریش وہ تم میں سے ہیں اور اُن کے شانوں کے درمیان نشان ہے جس پر گھوڑے جیسے بال ہیں۔

اور یہی مُہر نبوت ہے جو ان کے نبی ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور کتب قدیمہ میں نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ وہ دو راتیں دُودھ نہیں پئیں گے۔

قریش نے یہ سن کر مجالس برخواست کر دیں اور اظہارِ تعجب کرتے ہوئے متفرق ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اُن کے اہلِ خانہ نے اُن کے پوچھنے پر بتایا کہ آج رات عبداللہ ابن عبد المطلب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اُس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا ہے۔

قریش یہ خبر سن کر یہودی کے پاس آئے اور اسے کہا ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ کون بچہ پیدا ہوا ہے۔ اُس نے کہا میرے ساتھ چل کر مجھے اُن کی زیارت کراؤ چنانچہ وہ لوگ اُس کے ساتھ

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں اپنے صاحبزادے کی زیارت کرائیں۔

جناب آمنہ حضور رسالتمآب ﷺ کو اُٹھا لائیں اور اُنہوں نے آپ کی پشت مبارک کو کھول کر مہر نبوت دیکھا تو یہودی بے ہوش ہوگیا۔ پھر جب اُسے ہوش آیا تو قریش نے کہا تیری بربادی ہو تجھے کیا ہوگیا تھا؟

یہودی نے کہا واللہ بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اے گروہ قریش! اچھی طرح سن لو خدا کی قسم! یہ نبی تم پر ایسی شوکت و سطوت قائم کریں گے جس کی خبر مشرق سے مغرب تک پہنچے گی۔

بتوں کا سجدہ ریز ہونا

حضور رسالت مآب ﷺ کی ولادت شریفہ کے وقت بت اوندھے ہو گئے تھے اور ایسے ہی جب آپ کا نور آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف منتقل ہوا تھا آپ کی والدہ کی طرف اُلٹ گئے تھے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کعبے میں دیکھا کہ اچانک بت اپنے ٹھکانوں سے گر پڑے اور منہ کے بل سجدہ ریز ہوگئے اور مجھے کعبے کی دیوار سے کسی کہنے والے کی آواز آئی کہ آج مختار اور مصطفےٰ پیدا ہوگئے ہیں اور یہ وہ ہیں جن کے ہاتھوں کفار کی ہلاکت ہوگی اور مجھے بتوں سے پاک کیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ ملک العلیم کی عبادت کا حکم دیں گے۔

سیرت حلبیہ میں ہے کہ قریش کے چند لوگ جن میں ورقہ بن نوفل زید بن عمرو بن نفیس اور عبداللہ بن جحش بھی تھے۔ حضور رسالتمآب ﷺ کی شب ولادت کو کعبہ شریف میں ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔

کچھ لوگوں کو اس کا اوندھے منہ گرے رہنا ناگوار گزرا تو اُنہوں نے اِسے اُٹھا کر رکھا تو وہ پھر گر گیا اور جب تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو ان لوگوں نے اس پر اظہار تعجب کیا اور اِن میں سے

بعض نے بت کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے منہ کے بل گرنے کا سبب پوچھنے کیلئے شعر کہے چنانچہ ان کے شعروں کے جواب میں بت کے اندر سے ہاتف نے پکار کر کہا۔

تردی لمو لود انارت بنوره جميع

فجاج الارض بالشرق و الغرب

حضور رسالتمآب ﷺ کی شب ولادت سے لے کر کعبے شریف میں بتوں کیلئے تین دن اور تین راتیں زلزلوں اور اضطراب کے آثار قائم رہے۔

چاند کا اشارے پر رقص کرنا

حضور رسالتمآب ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے مجھے اپنے دین میں داخل کرنے کا اشارا اس میں کیا ہے یعنی آپ کی نبوت کی نشانی ہے کہ میں نے آپ کو پنگھوڑے میں دیکھا تو چاند آپ کی انگلیوں کے اِشارے پر رقص کر رہا تھا۔

آپ نے فرمایا! ہم اس سے باتیں کیا کرتے تھے اور وہ ہم سے باتیں کرتا تھا۔ جب ہم روتے تھے تو اس کیلئے سننا ضروری ہوتا تھا یعنی وہ اس وقت سجدے میں عرش کے نیچے گر جاتا۔

اور آپ کو ملائکہ جھولا جھلاتے تھے اور اس سے پہلے آپ کی والدہ مکرمہ نے دیکھا کہ نہیں کہا گیا جب بچے کی ولادت ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

نورِ مبیں کا ظہورِ تام کیوں؟

"اللہ کریم کا نور عرش اعظم اور لامکان وسعتوں میں نہ سما سکتا تھا۔ اس نور مطلع کو اپنے عیانی ظہور کے لئے ایک پاکیزہ اور مقدس مکان کا خیال عزم محبت کے لباس میں دامن گیر ہوا۔ محبت الٰہی کی لطیف اور پر تاثیر ہوائیں ایسے چمنستان کی تلاش میں نکلیں جس کی ہر کلی اور ہر پتی اس لطیف اور سرور پرور ہوا کی ہر لہر کو اپنے سینے کے بہشت بریں میں صدر نشین کر دے۔

ارادہ الٰہی کو باد محبت کی سرسراہٹ نے جنبش دی اور اس محبت کی چمکتی ہوئی لہریں عرش

وسا کنان عرش سے پہلے نور محمد ﷺ بن کر نمودار ہوئیں۔اس کے بعد اسی دلربا کے فیض لامتناہی سے حسب مراتب ہر مکین و مکان کو وجود کا نور و مظہر نور عطا ہوا۔

لولاك لما خلقت الا فلاك. (اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔

تو اصل وجود آمدی از نخست

دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

عرفان کی آنکھیں زمین عالم میں بوئے ہوئے ہر تخم میں اس کا شیریں وخوش نما ثمر دیکھتی ہیں اور لذت ولطافت سے بھرا ہوا ثمر تمام محنتوں اور تمام کوششوں کا مقصود ہوتا ہے۔بخدا تخلیق عالم مقصود اور تزئین عرش وفرش کا مطلوب باغ ہدایت کا ثمر شیریں' ہمارا کملی والا نور مبین ہے (ﷺ)۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

عرش والے کروڑوں سال سے منتظر' فرش والے ابتدائے آدم سے چشم براہ' کائنات کا ذرہ ذرہ اسی انتظار میں کہ وہ صبح نور کب نمودار ہوگی' جب حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے ظہور قدسی سے زمین وفلک کی آنکھ میں جلوہ طور کا سماں پیدا کریں گے۔رحمت ازلی جوش میں آئی۔ مخلوق کی بے نوائی کو نواہائے بے بہا سے بدلنے کے ارادہ ازلی کو حرکت ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے لئے خلت کا خلعت پایا' حضرت یوسف علیہ السلام نے جس کے لئے جمال جہاں آرا دکھایا' حضرت موسیٰ کا شوق دید جس کے صحیفہ محبت کی تمہید بنی اور حضرت عیسیٰ کا دم عیسیٰ جس کی مسیحائی کی نوید بنا' وہی نور مجسم' محبوب دو عالم' عرش کا تارا' اللہ کا پیارا ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن صبح صادق کے وقت' بزم آرائے عالم امکان ہوا (ﷺ) الحمد للہ محفل کونین میں صدر کی خالی کرسی کو زینت ملی۔

ہدایت کا آفتاب چمکا' رحمت کا بادل برسا' آدمیت نے اپنے بھولے ہوئے سبق یاد کئے' ہدایت کی راہیں کھل گئیں' معرفت الٰہی کا دربار لگ گیا۔محبت الٰہی کی دولت لٹنے لگی۔سارے عالم کے زیاں کار بھی جب اس بازار میں آئے تو صاحب اعتبار ہو کر گئے۔یہ اسی نور مبین کی برکت ہے کہ آج بھی اس دور ظلمت میں ہدایت کے آفتاب کی شعاعیں گھر گھر پہنچ رہی ہیں اور اس مادہ پرستی کے زمانے میں' خدا پرستی اور حق شناسی کی راہیں کھلی ہیں۔

یہ اسی ظہور قدسی کے طفیل ہے کہ نگاہیں آج بھی آسمان کے اس پار پہنچ جاتی ہیں جب کہ عصیاں کوشی اور خدا فراموشی کے اندھیرے' دل کی آنکھوں کو اندھا کر چکے ہیں۔حیات ابدی کا متلاشی اور صراط مستقیم کا طالب اگر اس طوفانی دریائے ضلالت میں نجات کا کنارا چاہے تو دین محمد رسول اللہ (ﷺ) کے بغیر اسے کوئی کشتی سلامت مل نہیں سکتی۔"

ربیع الاوّل میں ولادت باسعادت کی حکمت

صحیح روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت "ربیع الاوّل" میں ہوئی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ جبکہ "اشہر الحرم" باقی مہینوں سے افضل ہیں' لیکن ان میں آپ کی ولادت نہ ہوئی اور نہ ہی "سید الشہور" یعنی رمضان المبارک میں ہوئی۔اس سے اس وہم کو دور کرنا تھا کہ کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شرافت وکرامت "زمانہ" سے ملی ہے۔(آپ بذاتہ مشرف ومکرم نہ تھے) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ بذاتہ مشرف ومکرم تھے اور آپ سے زمانہ نے فت و بزرگی پائی' جیسا کہ مختلف "مکانات وجگہوں" کو آپ کی وجہ سے شرف ملا۔آپ کی دت باسعادت ایسے مہینہ میں ہوئی جسے کوئی شرف نہ تھا۔تا کہ اس غیر مشرف ماہ کو آپ مشرف ردیں۔یہی حکمت تھی کہ آپ ﷺ کو جمعۃ المبارک کی شب پیدا نہ کیا گیا اور نہ ہی جمعۃ المبارک دن آپ کا تولد ہوا بلکہ پیر کی رات اور پیر کا دن تھا تا کہ پہلے سے اس کے غیر مشرف ہونے باوجود آپ کی نسبت سے مشرف ہو جائے اور مدینہ منورہ میں دفن ہونے میں بھی یہی حکمت تھی لیونکہ مکہ مکرمہ کی پہلے ہی فضیلت تھی وہاں دفن ہونے کی صورت میں ایک تو مدینہ منورہ کو اعزاز نہ

ملا اور دوسرا یہ سمجھا جاتا کہ مکہ کی وجہ سے آپ کو شرف ملا ہے۔ یہ باتیں "نعمۃ الکبریٰ" میں اور مواہب لدنیہ وغیرہ میں مذکور ہیں۔

"مواہب لدنیہ" میں ہے اگر حضور نبی کریم ﷺ ان مذکورہ مہینوں میں سے کسی ایک میں پیدا ہوتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ آپ کو شرافت اس مہینہ سے ملی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت باسعادت ان مہینوں کے سوا دوسرے مہینہ میں کی۔ تاکہ اس مہینہ کی بزرگی اور کرامت آپ کی بزرگی اور کرامت کی وجہ سے ہو جائے۔ جیسا کہ اگر آپ وصال شریف کے بعد مکہ مکرمہ میں مدفون ہوتے تو آپ کی زیارت کا قصد کرنے والا "قصد زیارت" کا تبیع کرتا۔ اصل قصد مسجد حرام کی زیارت ہوتا۔ مکہ مکرمہ کی زیارت ہونا یا حج کرنے یا عمرہ کرنے کا قصد ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرام گاہ ایسے شہر اور ایسی جگہ بنائی جو متبرک مقامات کے علاوہ تھی' تاکہ اس مخصوص جگہ کی طرف آنے والا آپ ﷺ کی زیارت کا قصد "مستقل" رکھتا ہو اور تاکہ لوگ دور دراز سے سفر کرتے وقت صرف آپ کی زیارت کا ارادہ کر کے آتے' جس سے مکہ شریف اور مدینہ منورہ کی طرف "شد رحال" ممتاز ہو جاتے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

پیر کے دن ولادت باسعادت کی حکمت

حضور نبی کریم ﷺ کی پیر کے دن ولادت ہونا' اس میں حکمت یہ تھی کہ اس دن تمام درخت پیدا کیے گئے اور ان سے انسانوں کو خوراک وغیرہ ملتی ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ کا وجود پاک اس دن اس وجہ سے ہوا۔

علامہ شامی نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کا وقت قمری منزلوں میں سے غفر منزل کے طلوع کا وقت تھا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور موسم ربیع کا تھا۔ یہ موسم باقوال مختلفہ شباط' اذار یا نیسان میں تھا۔ ان اقوال کی علامہ شامی نے حکایت کی اور کسی شاعر نے شعر میں یوں کہا:

یقول لنا لسان الحال منه — و قول الحق یعذب للسمیع
فوجهی و الزمان و شهر وضعی — ربیع فی ربیع فی ربیع

ترجمہ: "ہمیں آپ ﷺ کی طرف سے زبان حال یہ بیان کرتی ہے اور حق تعالیٰ کی بات سننے والے کو بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہے لہٰذا میری شخصیت میری آمد کا زمانہ اور میری ولادت کا مہینہ ایسے ہیں جیسے ربیع میں ربیع پھر وہ ربیع ایک اور ربیع ہو۔"

سیدی استاد مصطفیٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ربیع" دو ہیں۔ ایک کا نام "ربیع الشہور" اور دوسری کا "ربیع الازمنہ" ہے۔ مہینوں کی ربیع (ربیع الشہور) دو مہینے ہیں اور زمانوں کی ربیع (ربیع الازمنہ) بھی دو ہیں پہلی وہ جس میں پودوں اور درختوں وغیرہ پر بور آتا ہے اور پھلوں کے شگوفے بنتے ہیں اور دوسری وہ جس میں پھل پک کر تیار ہوتے ہیں۔ انتہی علامہ مرحوم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ربیع الاوّل میں ولادت باسعادت کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اس مہینہ سے آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی آپ کی "شریعت" ربیع کے زمانہ کی شکل ہے۔ اس لیے کہ "ربیع" سال کے چاروں موسموں سے معتدل موسم ہوتا ہے اور اس موسم کے رات دن گرمی اور سردی کے درمیان معتدل حالت کے ہوتے ہیں۔ اس میں چلنے والی ہوا خشکی اور تری کے درمیان درمیان ہوتی ہے اور اس دور میں سورج نہ تو سیدھا سر پر ہوتا ہے اور نہ ہی بہت زیادہ جھکا ہوا ہوتا ہے اور چاند ان راتوں کے ابتدائے حصہ میں ہوتا ہے۔ جو راتیں "چاندنی راتیں" کہلاتی ہیں۔ اسی مناسبت کی وجہ سے حضور سرور کائنات ﷺ کی پیدائش اور اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں میں سے معتدل شخصیت ہیں اور آپ کی شریعت تمام شریعتوں سے معتدل ہے اور اس ماہ میں آپ کی ولادت باسعادت اس طرف بھی صاف صاف اشارہ کرتی ہے۔ جسے لفظ ربیع کے معانی میں غور کرنے والا بخوبی سمجھ جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں آپ کی اُمت کے لیے ایک نیک فال کی آپ کی طرف سے بشارت ہے۔ موسم ربیع میں زمین اپنے اندر موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پھوٹ کر ظاہر کر دیتی ہے اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ربیع میں ولادت آپ کے "عظیم القدر" ہونے کا اشارہ کرتی ہے۔ آپ کا عالمین کے لیے رحمت ہونا' مومنوں کے لیے بشارت ہونا بھی اس ماہ کا اشارہ ہے اور

دُنیا و آخرت میں خطرناک اور مہلک باتوں سے اُمتیوں کی حمایت اس پر موجود ہے اور کافروں کے لیے بھی عذاب کی تاخیر کی وجہ سے "حمایت" ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم.

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا۔ جبکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔" (الانفال:33)

پس برکتیں واقع ہوئیں رزق کے دھارے بہہ گئے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری اور آپ کا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو صراط مستقیم کی ہدایت کرنا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضرت علامہ ابوعبدالرحمٰن الصقلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر آدمی کے لیے نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی میں حصہ ہے۔ اس مضمون کو اُنہوں نے "سیرۃ الشامی" میں بیان کیا ہے۔

اس سے قبل ہم آپ کے اسم گرامی کے محبوب فضائل، محمود و مرغوب شمائل میں سے کچھ لکھ چکے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں، انبیاء و مرسلین عظام کے پسندیدہ ہیں اور تمام اہل زمین کے لیے مرغوب و محبوب ہیں۔ اگرچہ بعض ان کے منکر بھی ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ آپ ﷺ کے تمام اسمائے گرامیہ ایسی صفات سے مشتق ہیں جو آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں اور جو آپ کی مدح اور کمال کو لازم کرتی ہیں اور آپ کے اسم گرامی "محمد" ﷺ میں حرف میم آپ کے خاتم ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس طرح کہ اس حرف کا مخرج تمام حروف کے مخارج کا آخر ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی بعثت مبارکہ کہ چالیس برس کی عمر شریف میں ہوگی۔

تربیت کرنے والی ماؤں نے اعلیٰ مقام پایا

آپ کے اوصاف و کمالات کی تسبیح میں یہ موتی بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے رضاعی ماؤں کی صورت میں عطا کیے۔ جنہوں نے آپ کی تربیت سے اعلیٰ مقام پایا۔

آپ کی والدہ محترمہ کے اسم گرامی "آمنہ" میں "امن" آپ کی دایہ "الشفاء" میں "شفاء" بچپن میں

دیکھ بھال کرنے والی "برکۃ" میں "برکت و نماء" دودھ پلانے والی "ثوبیہ" میں "ثواب" اور "حلیمہ سعدیہ" میں "حلم و سعد" اسی کی جھلک ہیں۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "انسان العیون" (یعنی سیرت حلبی) میں لکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت "طلوع مشتری" میں ہوئی اور مشتری ایک سعید ستارہ ہے۔ لہٰذا آپ کی ولادت باسعادت "سعد اکبر" اور ربیع الاوّل کے "نجم انور" کے موجود ہونے کے وقت ہوئی۔ اسی لیے ایک شاعر نے کہا:

لھذا الشھر فی الاسلام فضل — و منقبۃ تفوق علی الشھور

ربیع فی ربیع فی ربیع — و نور فوق نور فوق نور

ترجمہ: "ربیع الاوّل" مہینہ کا اسلام میں بہت بڑا فضل ہے اور اس کی فضیلت تمام بقیہ مہینوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ یہ مہینہ ایک ربیع میں دوسری ربیع اور دوسری میں تیسری ربیع ہے اور ایک نور سے اُوپر دوسرا نور اور اس کے اُوپر تیسرا نور ہے۔"

پس اے مبارک مہینے! تیرے شرف و اعزاز پہ قربان! اس کی راتوں کے احترام و حرمت پر جاں نثار جو تسبیح میں پروئے گئے موتیوں کی طرح ہیں اور قربان نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر کہ ایسا چہرہ کسی پیدا ہونے والا کا روشن نہ ہوا نہ ہوگا۔ پاکیزگی اس ذات باری تعالیٰ کی جس نے آپ کی ولادت باسعادت کو دلوں کے لیے "بہار" بنایا اور جس نے آپ کے حسن و جمال کو آنکھوں کے لیے ان دیکھا حسن و جمال دیکھنا نصیب کیا۔

یا مولد المختار ان ربیعنا — بک راحۃ الارواح و الاجساد

یا مولدا فاق الموالد کلھا — شرفا و ساد بسید الاسیاد

لازال نورک فی البریۃ ساطعا — یعتاد فی ذا الشھر کالاعیاد

فی کل عام للقلوب مسرۃ — بسماع ما نرویہ فی المیلاد

فلذاك يشتاق المحب و يشتهى شوقا اليه حضور ذا الميعاد

ترجمہ: اے نبی کریم ﷺ کے ولادت کے مہینے ربیع الاوّل! تیرے ہی سبب سے روحوں کو راحت اور جسموں کا چین موسم بہار سے ہمیں ملتا ہے۔ اے ولادت باسعادت جو تمام ولادتوں سے اعلیٰ شرف رکھتی ہے اور تمام سرداروں کے سردار ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے تمام ولادتوں کی سردار ہوگئی۔ ہمیشہ تیرا نور کائنات میں چمکتا پھیلتا رہے گا اور اس مہینہ کو لوگ عیدوں کی طرح ایک عید جانیں گے۔ ہر سال میلادالنبی ﷺ کے ماہ مبارک میں آپ کی ولادت کی روایات سن کر ہمارے دل مسرت حاصل کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والا یہی پسند کرتا ہے اور اس کا شوق بھی تقاضا کرتا ہے کہ ایسی مجالس و محافل میں بھرپور شوق سے شرکت کرے۔

ولادت کے مہینہ میں مسلمان خوشی کرے

اس لیے ہر اس شخص کو جو نبی کریم ﷺ کی محبت میں سچا ہے اس خوش کن مہینہ سے خوشی حاصل کرنا چاہیے۔ اس میں ایسی محفلیں منعقد کرے جن میں آپ کی میلاد پاک کی صحیح واقعات و روایات پڑھی سنی جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے اور اس ذات پر صلوٰۃ وسلام کی برکت سے اسے جنت میں داخلہ مل جائے جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ زمانہ اور رات دن نے آپ ﷺ سے شرافت پائی جس طرح مختلف جگہوں میں آپ کی نسبت سے شرافت آئی۔ یعنی زمان و مکان کو آپ نے شرف بخشا۔

علماء فرماتے ہیں جیسا کہ "روح البیان" کے حوالہ سے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور جیسا کہ "تنقیح الحامدیہ" میں بھی مذکور ہے۔ جو میرے چچا سیدی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے

انہوں نے اس کتاب میں علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "خلاصۃ الوفا" سے نقل کیا ہے۔

زمین کا وہ حصہ جس میں آپ تشریف فرما ہیں وہ کعبہ سے بھی افضل ہے

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا۔ ان سے پہلے علامہ ابوالولید باجی وغیرہ نے لکھا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس کے ساتھ آپ ﷺ کا جسم اطہر لگا ہوا ہے وہ "کعبہ" سے بھی افضل ہے۔ جیسا کہ ابن عساکر نے "تحفہ وغیرہ" میں تحریر کیا ہے۔ بلکہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ زمین کا مذکورہ حصہ "عرش معلیٰ" سے بھی افضل ہے۔ علامہ تاج فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ تمام آسمانوں سے بھی وہ حصہ زمین افضل ہے بلکہ فرمایا ظاہر اور متعین ہے کہ تمام زمین کی آسمان پر فضیلت ہے۔ اس لیے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ جلوہ فرما ہیں۔

بعض نے اکثر علماء کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ "زمین" آسمان سے اس لیے افضل ہے کہ اس سے حضرات انبیاء کرام کی تخلیق ہوئی ہے۔ لیکن زمین کے اس حصہ کو چھوڑ کر جو حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ (یہ حصہ آسمان سے افضل ہے)۔

ولادت باسعادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "مواہب لدنیہ" میں فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی اعتراض کرے یا دریافت کرے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات (بارہ ربیع الاوّل کی رات) افضل ہے یا لیلۃ القدر؟ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کی رات "لیلۃ القدر" سے افضل ہے۔ اس کی افضلیت تین وجوہ کی بناء پر ہے:

(۱) آپ کی ولادت مبارکہ کی رات وہ رات ہے جن میں حضور نبی کریم ﷺ کا ظہور مبارک ہوا اور "لیلۃ القدر" آپ کو عطا کی گئی رات ہے۔ لہٰذا

وہ رات جس کو آپ کے ظہور کا شرف ملا وہ اس رات سے زیادہ مشرف ہوگی جس کا شرف اس رات میں تشریف لانے والی شخصیت کے عطا سے ملا اور اس میں کوئی نزاع نہیں۔ لہٰذا ولادت باسعادت کی رات "لیلۃ القدر" سے افضل ہوئی۔

(۲) "لیلۃ القدر" کی شرافت اگر اس بناء پر ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں تو شب ولادت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کائنات میں جلوہ فرما ہوئے۔ لہٰذا جس بات نے "لیلۃ القدر" کو یہ شرف بخشا اس سے کہیں زیادہ اشرف و اکرم وہ ہے جس نے "شب ولادت" کو اعزاز عطا کیا۔ یعنی اصح اور پسندیدہ ترین اہل سنت کا قول یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس لیے "شب ولادت" افضل ہوئی۔

(۳) "لیلۃ القدر" اللہ تعالیٰ نے "اُمت محمدیہ" کو نعمت بخشی۔ اس اُمت پر مہربانی فرمائی۔ لیکن حضور ﷺ کا ظہور (صرف اُمت کے لیے نہیں بلکہ) تمام کائنات کے لیے نعمت ہے۔ لہٰذا "شب ولادت" کا نفع عام اور "لیلۃ القدر" کا خاص ہے تو معلوم ہوا کہ "شب ولادت" افضل ہے۔ (انتہیٰ)۔

علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے قول کا تعاقب کیا ہے۔ (یعنی اس پر گرفت کی) لکھتے ہیں۔ کہ ان کے قول میں ایسا احتمال و استدلال ہے جو ان کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتا۔ اس لیے کہ اگر یہ ارادہ ہے کہ "شب ولادت" جو بارہ ربیع الاوّل عام الفیل میں تھی۔ وہ اور اس کی مثل ہر سال تا قیامت ۱۲ ربیع الاوّل کی رات "لیلۃ القدر" سے افضل ہیں تو مذکورہ دلائل مطلوبہ نتائج نہیں دیں گے۔ جیسا کہ بالکل واضح ہے اور اگر یہ ارادہ ہو کہ وہ معین و مخصوص رات ہے۔ (ہر سال آنے والی ۱۲ ربیع الاوّل کی رات نہیں) تو "لیلۃ القدر" اس رات دور میں موجود ہی نہ تھی۔ کیونکہ "لیلۃ القدر" کے فضائل جو احادیث مشہورہ میں وارد ہیں۔ وہ ان

راتوں کے مقابلہ میں ہیں جو آپ ﷺ کی ولادت کے کئی سالوں بعد شروع ہوئیں۔ ان دونوں راتوں کا کسی ایک زمانہ میں اجتماع ہوا ہی نہیں۔ تا کہ ان کے درمیان تفضیل و عدم تفضیل کی بات کی جائے اور وہ مخصوص رات جس میں آپ دُنیا میں جلوہ فرما ہوئے وہ کبھی کی گزر چکی اور یہ (لیلۃ القدر) قیامت تک باقی ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کی افضلیت صراحۃً اور نصاً بیان فرمائی اور آپ نے اپنی ولادت کی رات یا اس جیسی دوسری راتوں کی بطور نص افضلیت بیان نہیں فرمائی۔ یا اس لمحہ اور ساعت کی افضلیت جس میں آپ کی ولادت ہوئی۔ وہ جیسا کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن اجابت سے افضل ہے۔ اس کی بھی کوئی نص موجود نہیں۔ لہٰذا ہمیں اسی پر اقتصار و اکتفا کرنا چاہیے۔ جو آپ ﷺ سے منقول ہے ہمیں اپنے نفوس قاصرہ سے کوئی نئی بات نہیں نکالنی چاہیے۔ جو ایسی باتوں کے ادراک سے کوتاہ ہیں۔ اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ ایسی باتوں کو حضور نبی کریم ﷺ پر موقوف رکھنا چاہیے۔ علاوہ ازیں اگر ہم تسلیم کر لیں کہ "شب ولادت" ہی افضل ہے تو اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ اس لیے کہ زمانوں میں سے کسی مخصوص زمانہ کی فضیلت اس میں کیے گئے عمل کی فضیلت سے ہوتی ہے۔ رہا ایسا زمانہ جس میں کوئی قابل قدر اور با فضیلت کام نہ ہوا اس میں کوئی بڑا فائدہ نہیں۔ (علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام یہاں سے ختم ہوتا ہے) اس کلام میں وجاہت ہے۔

ولادت باسعادت کا دن بھی افضل ہے

پھر اگر ہم وہی کہیں اور تسلیم کر لیں جو مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا۔ یعنی صاحب مواھب لدنیہ نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت "دن" میں ہوئی تو پھر اس صورت میں اس دن کی افضلیت ہوگی یا اس دن کی جب آپ کی بعثت مبارکہ ہوئی؟ اس کا قریب الفہم جواب یہ ہوگا۔ جو ہمارے شیخ علی شبراملسی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ ولادت باسعادت کا دن افضل ہے اس لیے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے عالمین پر آپ کی ذات بھیج کر احسان فرمایا اور آپ کی بعثت کا دارومدار آپ کے تشریف لانے پر ہے۔ پس "وجود" اصل اور "بعثت" اس پر وارد ہونے والی چیز

ہے اور یہ بات اس کا تقاضا کرتی ہے کہ ولادت باسعادت کا دن اصل ہونے کی وجہ سے افضل ہو۔

(الیٰ ھنا کلام الزرقانی)۔

"مواہب لدنیہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب جمعہ کے دن میں ایک ایسی مخصوص ساعت رکھی گئی۔ جس میں کوئی بھی مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی بھلائی مانگتا ہے اور اس کا سوال اس مخصوص ساعت کے موافق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی طلب پوری کر دیتا ہے۔ اس ساعت مخصوصہ کی وجہ دراصل حضرت آدم علیہ السلام کا اس دن پیدا ہونا ہے یعنی آپ کی پیدائش چونکہ اس دن ہوئی۔ لہٰذا اس میں اجابت کی مخصوص ساعت رکھی گئی تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ ساعت جس میں جناب سید المرسلین ﷺ تشریف لائے وہ ایسی نہیں؟ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بھی تعجب کیا ہے جیسا گزشتہ سطور میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بات کے بعد لکھا میں کہتا ہوں۔ لیکن علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے "نعمۃ کبریٰ" سے جو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد النبی پر لکھی گئی بڑی اہم کتاب ہے نقل کیا ہے کہ قواعد کے اعتبار سے جو بات صحیح معلوم ہوتی ہے اور دلائل کی تحقیق سے جو بات سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و جلالت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ بات کہنے میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی کہ ولادت باسعادت والی رات کو اس حیثیت سے ایسا شرف حاصل ہے۔ جو "لیلۃ القدر" سے بھی اعلیٰ ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ بعض دفعہ تفصیل کسی کی ذات و شخصیت کو پیش نظر رکھ کر ہوتی ہے۔ کسی عمل صالح کے اعتبار سے نہیں جیسا کہ قرآن کریم کی جلد کی عزت و شرافت وغیرہ صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ "قرآن" معزز و اشرف ہے۔ اس لیے نہیں کہ "جلد" عمدہ ہے یا خوبصورت چمڑے وغیرہ کی بنائی گئی ہے تو اس اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات و شخصیت کا مشرف و معزز ہونا مسلم ہے۔ لہٰذا ولادت باسعادت کی رات آپ کی شرافت و عزت کی وجہ سے "لیلۃ القدر" سے افضل ہو گی۔ بہر حال وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریم ﷺ کا کائنات میں تشریف لانا اس مناسبت سے ولادت باسعادت کی رات میں کسی محفل میلاد کے اندر شرکت کرتا ہے اور رات بھر ذکر خدا و مصطفیٰ

ﷺ میں مصروف و مشغول رہتا ہے تو ایسے شخص کے لیے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہ اسے اس کی برکت سے ان گنت فضل و کرم ہے اور ایسے درجات پا جائے جو بے شمار ہوں۔

علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شمس بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس اُمت نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات کو "عید" نہیں بنایا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کی رات کو "عید" بنایا ہے۔ ایسا اس لیے ہوا کہ "عید" کا معاملہ شریعت کے سپرد ہے۔ یعنی جس دن یا رات کو شریعت "عید" قرار دے دے وہ "عید" ہے ورنہ نہیں۔ ہم اُمت محمدیہ کے لیے شریعت نے دو دنوں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کو "عید" قرار دیا ہے۔ اس لیے "عیدین" یہی دو دن ہیں یا اس لیے آپ کی ولادت باسعادت کے دن کو "عید" قرار نہیں دیا گیا کہ آپ کا وصال شریف بھی اسی تاریخ کو ہوا۔ دونوں کا تعلق ایک ہی دن کے ساتھ ہو گیا تو خوشی، تعزیت کے ساتھ مل گئی۔ لہٰذا وصال کی وجہ سے اس دن کو "عید" یعنی صرف خوشی کا دن نہیں منایا گیا مجھے یہ بات اچھی نظر آئی ہے۔

علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس منقولہ عبارت کو بھی ذہن میں رکھیے اور شفاء کی شرح میں علامہ شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے "الہدی النبوی" کے حوالہ سے ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا۔ کیا لیلۃ الاسراء افضل ہے یا لیلۃ القدر؟ جواب دیا جو شخص "معراج کی رات" کو افضل کہتا ہے۔ اگر اس کا ارادہ یہ ہے کہ یہ رات اور اس جیسی دیگر راتیں تمام سال کی راتوں سے افضل ہیں تو اس کی کوئی وجہ اور دلیل نہیں اور اگر اس کا یہ ارادہ یہ ہے کہ خاص معراج کی رات افضل ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اس رات وہ کچھ حاصل ہوا جو دوسری راتوں میں آپ کو نہ ملا اور نہ ہی آپ کے سوا کسی اور کو اس رات حاصل ہوا تو پھر یہ کہنا "صحیح" ہو گا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات جو انعامات آپ ﷺ کو عطا فرمائے وہ قرآن کریم کے اترنے سے افضل ہیں اور یہ فیصلہ کرنا اس بات کا محتاج ہے کہ ان امور کے حقائق کا علم ہونا چاہیے جو معراج کی رات آپ کو عطا ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت کس مکان میں ہوئی

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "النعمۃ الکبریٰ" لکھا:

والاشہر ان محل مولدہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم المکان المعروف بسوق اللیل.

مشہور قول یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت اس معروف مکان میں ہوئی' جو "سوق اللیل" میں واقع ہے۔ اس کی تشریح میں علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ یہ مکان شعب بنوہاشم کے آخر میں ہے' جسے بعد میں محمد بن یوسف ثقفی نے تعمیر کیا تھا' جو مشہور ظالم حجاج بن یوسف کا بھائی تھا اور "مدکدک" نامی گلی میں ہے۔ محمد بن یوسف ثقفی سے پہلے یہی گھر عقیل بن ابی طالب کے پاس تھا۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ گھر ہاشم بن عبدمناف کے پاس تھا۔ پھر ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے عبدالمطلب کے قبضہ میں آ گیا۔ اُنہوں نے اسے اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے والد کا جو حصہ تھا وہ آپ ﷺ کو مل گیا۔ یہ گھر مکمل طور پر طالب اور عقیل کے زیر تصرف تھا۔ اس لیے یہ دونوں اپنے باپ ابوطالب کی طرف سے اس کے وارث تھے یا تو اس لئے کہ یہ دونوں اسلام نہیں لائے یا اس اعتبار سے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے وقت اس گھر پر اپنا حق ترک کر دیا تھا۔ "طالب" غزوۂ بدر میں کہیں گم ہو گیا' پھر عقیل نے یہ تمام گھر فروخت کیا تھا۔

جس گھر میں نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی وہ کعبہ کے بعد افضل ہے

علامہ شیخ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: مسجد حرام کے بعد مکہ مکرمہ میں یہ جگہ تمام دوسری جگہوں سے افضل ہے' جسے اب اہل مکہ "مسجد مولدالنبی" کہتے ہیں۔ ہر سال اہل مکہ ولادت باسعادت کی رات (یعنی بارہ ربیع الاوّل کی رات) وہاں جاتے ہیں اور اہل مکہ وہاں ایسی عظیم الشان محفل کا انعقاد کرتے ہیں جو ان کی عیدین پر نہیں ہوتا' اسے "دار خدیجہ" اور "مولد فاطمہ

" کہا جاتا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے شہرت اس لیے ہوئی کہ ان کو اپنی دوسری ہمشیرگان پر شرف و برتری حاصل تھی۔ ورنہ یہی گھر سیدہ فاطمہ کی دوسری بہنوں کی پیدائش کی جگہ ہے جو سیدہ خدیجہ کے گھر پیدا ہوئیں' اس کو ہارون رشید کی ماں' مہدی کی لونڈی خیزران نے وقف کر دیا تھا جب یہ حج کرنے جاتی تو اکیلی اس مکان میں ٹھہرتی اور اسے اس نے مسجد بنا دیا تا کہ اس میں نماز ادا کی جائے۔

نبی کریم ﷺ کو یتیم کہنا شانِ نبوت کے خلاف ہے

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

فکھن ای المراضع اعرضن عنہ ﷺ و ھو طفل یعمہ.

تمام دودھ پلانے کیلئے آنے والی عورتوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قبول کرنے سے اعراض کیا' جبکہ آپ بچے تھے۔ اس اعراض کی وجہ آپ کا یتیم ہونا تھا...... اس کی تشریح میں سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یتیم" اسے کہتے ہیں جس کا باپ زندہ نہ ہو' حضور نبی کریم ﷺ یتیموں سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور ان پر احسانات کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے والد گرامی کا سایہ سر سے اس لیے اٹھا لیا تھا تا کہ کسی انسان کے دل میں یہ بات نہ آنے پائے کہ آپ ﷺ نے جو عزت' شرف اور غلبہ پایا وہ ان کے والد کی جلالت کی وجہ سے تھا' یا اپنے والد کی جائیداد کے وارث تھے' یا اس قسم کی دوسری باتیں۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہاں ایک خوبصورت فائدہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ بعض واعظ حضرات میلادالنبی ﷺ کی مجالس و محافل میں جس میں عام و خاص سبھی لوگ شریک ہوتے تھے۔ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔ ان محافل میں حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر پاک کے دوران بعض ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو آپ ﷺ کی کمال تعظیم میں خلل انداز ہوتی ہیں' حتیٰ کہ سننے والوں میں آپ کے بارے میں ترس آ

جاتا ہے۔ ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور حزن وملال ان کے چہروں پر ٹپکتا ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی شخصیت قابل رحم بن جاتی ہے اور تعظیم کا پہلو ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ واعظ کہتے ہیں، دودھ پلانے والی عورتوں نے آپ کو قبول نہ کیا کیونکہ آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا، نہایت غریبی تھی، صرف حلیمہ کو ترس آیا تو اس نے گود میں لے لیا، آپ پھر حلیمہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسی قسم کی باتیں کرکے پھر یہ شعر (یا اس جیسے دوسرے اشعار اپنی زبان میں) پڑھتے ہیں:

باغنا مه سارا الحبيب الى المرعى

فيا حبذا راع فوادى له مرعى

ترجمہ: "اے خوش نصیب بکریو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ تمہیں چراگاہ میں لے گئے، اے بکریوں کو چرانے والے خوش قسمت امیر اول آپ کیلئے چراگاہ ہے۔" اسی طرح ایک مصرعہ یہ بھی ہے:

فما احسن الاغنام و هو يسوقها

جب آپ بکریوں کو آگے دھکیل رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ان بکریوں کی قسمت کس قدر اچھی ہوگی، اسی طرح کے بہت سے اشعار اور بہت سی باتیں جو آپ ﷺ کی تعظیم میں خلل انداز ہوتی ہیں، ایسے واعظین کے بارے میں کیا خیال ہے؟

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا: "سمجھدار شخص کو چاہیے کہ خبر میں سے ایسی بات نکال دے جس سے "مخبر عنہ" میں نقص کا وہم پڑتا ہو یعنی ایسی بات نہ کہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ میں کسی نقص وکمزوری کا وہم پڑا ہو، ایسا کرنے سے اسے کوئی ضرر نہیں ہوگا بلکہ یہ واجب ہے۔" اس جواب کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ (حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں) صرف تعلیم میں بولنے چاہئیں، یعنی کسی کو حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کی تعلیم دی جارہی ہو تو دوران تعلیم ایسی بات آجائے تو کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض مالکی حضرات نے بطور نص کہا کہ جو

شخص مجلسوں اور محفلوں میں یہ کہتا ہو کہ آپ ﷺ "یتیم" تھے۔ وہ مرتد ہو جاتا ہے (العیاذ باللہ)۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ایسے ہی عالم نے کہا: "حضور نبی کریم ﷺ بنو طالب کے ایک یتیم تھے۔" اس پر اندلس کے ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص قتل کے لائق ہے۔ جب یہ معاملہ "ناصر اللقانی" کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: اس اُستاد ومفتی صاحب کا خون امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی وجہ سے محفوظ کرو۔

"و الحمد لله على خلاف العلماء"

حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں ...... یونہی یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ آپ ﷺ "فقیر" تھے۔ اس لیے کہ پہاڑوں نے آپ کو سونا بن کر اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے انہیں منہ نہ لگایا، جیسا کہ اس کی طرف علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے "قصیدہ بردہ" میں اشارہ کیا ہے:

وراودته الجبال الشم من ذهب عن نفسه فأراها ايما شمم

ترجمہ: "بلند پہاڑوں نے سونا بن کر آپ کے قلب انور کو لبھانے کی کوشش کی، لیکن آپ نے انہیں دکھا دیا، کہ بلند مرتبہ والا کون ہے؟"

لہٰذا جائز نہیں کہ آپ ﷺ کو "غریب، فقیر اور مسکین کہا جائے، بلکہ آپ کا ذکر ایسے اسماء سے کرنا چاہیے، جن میں تعظیم وتوقیر بھری ہو۔"

سادات حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے اور آپ کے شان میں تنقیص کرنے والے کی تکفیر کی جائے لیکن اگر توبہ کر لیتا ہے تو توبہ قبول کر لی جائے گی، اگر توبہ کی اور پھر ایسے شخص پر بہتری کی علامات دیکھنے میں آئیں تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور اگر توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ میرے چچا محترم علامہ سیدی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تنبيه الولاة و الحكام على احكام شاتم خير الانام عليه الصلوٰة و السلام" میں تحریر کیا ہے۔

حلیہ مصطفیٰ ﷺ

جب محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ مخلوق میں دولہا کی مانند ایسے چہرہ کے ساتھ ظاہر ہوئے جو ظہور میں چاند کے مشابہ ہے۔ ایسے بالوں کے ساتھ جو اپنی سیاہی میں تاریکی کی طرح ہیں۔ ایسی جبیں کے ساتھ جس سے نور و روشنی نکلی۔ ایسے قد کے ساتھ کہ اس کے ساتھ حسن وجمال مطمئن ہوا اور ایسے ناک کے ساتھ جو تیز تلوار کی دھار کی شہرت سے احسن ہے۔ ایسے دو ہونٹوں کے ساتھ جو شکل حقیقی ہیں۔ ایسے دانتوں کے ساتھ جو بکھرے ہوئے موتیوں کے مشابہ ہیں۔ ایسی پیشانی کے ساتھ جو رونق ونور میں چاند کی مانند ظاہر ہوئی اور ایسے سینے کے ساتھ جو ایمان کے ساتھ معمور ہو گیا۔ ایسے دونوں ہاتھوں کے ساتھ جن سے جنت کا پانی پھوٹ نکلا' ایسے قدم کے ساتھ جس کیلئے یقیناً حصول سعادت میں تاثیر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت کائنات مضطرب ہو گئی جبکہ آپ ﷺ مخمور تھے۔ سعادت مندی عالم وجود پر پھیلی اور ایمان کا وطن مستور ہو گیا۔ تمام اہل کائنات کی طرف وحی کی بشارت دینے والا تشریف لایا۔ قاری الوصل نے پڑھا اور اقطار عالم میں جم غفیر کو پکارا۔

اعضاء مبارکہ کے اوصاف (اشعار)

ترجمہ: اے اہل فلاح! نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجو جو کہ جہازوں کو چلانے والی ہواؤں کی زینت ہیں اور وہ جس نے یقیناً رات کو سفر کیا اور صبح سے پہلے تشریف لایا۔ اللہ کی قسم! اے اونٹوں کے حدی خوانو! اللہ تعالیٰ کے مصطفیٰ ﷺ کی طرف تیزی سے چلو۔ وہ جس کیلئے تاج وشاہی لباس ہے اور فخر ومصالحت کے لحاظ سے بھی سبقت لے گیا۔ تم جنت کے قافلوں کی طرف مائل نہ ہو بلکہ

سواریوں کے پیچھے جلدی جلدی چلو' افضل الخلق کا قصد کرو' تم اہل نجاح (کامیاب) ہو۔ اے حلیمہ! تجھے مبارک ہو کہ آپ کیلئے ایک حسین چہرہ ہے۔ اس کے فضائل عامہ کے باعث خوش ہو جاؤ کہ تم نے کامیابی کو حاصل کر لیا۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاندی کی طرح سپید وشفاف ہے اور آنکھ شرمیلی و پست ہے۔ آپ ﷺ کے خوبصورت دانتوں کے باعث عالی مقامات آپ ﷺ کیلئے ہیں۔ آپ ﷺ کے بال سیاہ' بھائی' کامل اور صفات محمودہ کی زینت ہیں۔ آپ ﷺ کا حسن میں کوئی ثانی نہیں اور آپ ﷺ کی شان' حسینوں کیلئے شان ہے اور ابروز باد ورخت سے نون وصاد کی قوسی شکل میں بنائے گئے ہیں' جس دن آپ بندوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ کا ارشاد گرامی علی الاطلاق (بغیر کسی حد بندی کے) جائز ہے۔ آپ ﷺ کی پلکوں اور آنکھوں کے بال گل یاسمین کی مانند ہیں۔ جو کہ پیشانی کے نیچے کاغذ کے اوراق میں' نون کی مانند قوسی شکل میں ہیں۔ آپ ﷺ کے رخسار سرخ گلابی رنگ کے اور ناک خالص ہندی ہے۔ قمری آپ ﷺ کے خصائل محمودہ کے متعلق چہچہائی اور مترنم ہوئی۔ آپ ﷺ کے رخسار پر تل ہے اور آپ ﷺ کے کندھوں پر مہر نبوت ہے۔ بادل نے آپ ﷺ پر سایہ کیا اور آپ کا چہرۂ اقدس مثل صبح ہے۔ آپ کی ناک کشادہ' ابروؤں میں ظاہر و مخمور اور لعاب دہن بار بار شیریں ہے۔ عاشق آپ ﷺ کے عمدہ فضائل کے متعلق مصدق ومحقق ہے۔ گردن آپ ﷺ کی روسیماوردی اور سینہ علوم کا خزینہ ہے اور آپ ﷺ کی عمدہ فضیلتیں ثریا ستاروں کی مانند ہیں۔

كـل عـاص مستجير

يـا بـن زمـزم و البطـاح

ترجمہ: "ہر گناہ گار محمد رسول اللہ ﷺ سے پناہ کا طلب گار ہے۔"

آپ کی ہتھیلی جوہر شفاف ہے جس کو انگلیوں نے مزین کیا ہوا ہے اور آپ ﷺ کی نرم ہتھیلیوں کو ناخنوں کا تاج پہنایا ہوا ہے۔ اے لوگو! کعبۃ اللہ ہر گھڑی روشن ومنور ہے۔ یہ محمد ﷺ صاحب شفاعت ہیں اور آپ کے حوض سے پانی ختم نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ پر ہزاروں مرتبہ

درود ہو جن کا ذکر باعث مسرت ہے۔ ہر مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس گنا ثواب ہے جیسا کہ اہل صلاح نے فرمایا ہے۔

ترجمہ: حبیب مصطفیٰ ﷺ اس حال میں آپ پیدا ہوئے کہ آپ کا رخسار گلابی رنگ کا ہے اور آپ ﷺ کے رخساروں سے چمک رہا ہے اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو نقا (جگہ کا نام) حجی (جگہ کا نام) اور معہد (جگہ کا نام) ہرگز نہ ہوتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے قلعہ کی کرسی میں سے اعلان فرمایا کہ یہ خوبصورت چہرہ والے احمد ﷺ ہیں۔ یہ سرمگیں آنکھ والے مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یہ جمیل الوجہ (خوبصورت چہرے والے) اور یکتا ہیں۔ یہ عمدہ صفت والے مرتضیٰ ﷺ ہیں۔ یہ حبیب اللہ ﷺ اور سید ہیں (اللہ کے حبیب اور مخلوق کے سردار ہیں)۔ سیدہ آمنہ کیلئے آپ ﷺ کے حسن کی خوابوں کی بشارت ہو۔ یہی وہ بہت وسیع عزت والے ہیں۔ آپ کے چہرہ میں نور، رخسار میں گلابی رنگ اور بالوں میں سیاہ رات ہے۔ یہ اگر پیدا نہ ہوتے تو ہمیشہ قبا کا ذکر نہ کیا جاتا اور نہ ہی وادیٔ محصب کا قصد کیا جاتا۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے حسن میں کامل تھے تو اس مولود کا جمال ان سے زیادہ ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا قرب عطا کیا گیا تھا تو میری عمر کی قسم! ہر ایک طٰہٰ ﷺ سے سعادت حاصل کرتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبودیت عطا کیے گئے تھے تو محمد مصطفیٰ ﷺ ان سے زیادہ جلیل القدر اور افضل ہیں۔ اے یوم ولادت مختار ﷺ کتنے ہی تیرے لیے عالی مدائح وثنا ہے اور کتنا ہی تیرا ذکر حمد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ کاش کہ طوالت زمانہ کے برابر میرے پاس ان کا ذکر اور یوم ولادت ہوتا۔ سیدہ آمنہ نے آپ ﷺ کو ناف بریدہ اور ختنہ شدہ جنم دیا جیسا کہ احادیث مسندہ صحیحہ میں وارد ہے۔ آپ کا ذکر مجھ پر بار بار وارد ہوتا ہے اور میں ہی ہوں جو آپ کے بعد اور آپ سے دوری کے باعث غافل نہیں ہوں۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے اتنی رحمت نازل کی جتنی کہ سحری کے وقت باد صبا چلی اور جب تک کہ وادیٔ محصب کا قصد کیا۔ اے وہ شخصیت جن کا نام مخلوق کے درمیان "احمد (ﷺ) و محمد (ﷺ)" ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحمت نازل فرمائی۔

دعوت عقیقہ

حضور انور ﷺ کی صبح آفرینش کو چھ روز گزر چکے تو ساتویں روز آپ کے دادا عبد المطلب نے نہایت شان وشوکت سے آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں دعوت عقیقہ دی اور آپ ﷺ کا نام نامی اور اسم گرامی محمد (ﷺ) رکھا گیا۔ معزز مہمانوں نے بوڑھے سردار سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے خاندان کے مروجہ ناموں کو چھوڑ کر ایسا نام کیوں رکھا ہے؟ تو عبد المطلب نے جواب دیا کہ میری خواہش ہے کہ میرا پوتا محمود الافعال اور حمید الصفات ہو اور ایک دنیا اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ تاریخ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ عبد المطلب کی تمنائیں اپنی توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر بر آئیں اور اس مولود مسعود نے اپنے پاکیزہ خصائل اور بصیرت افروز تعلیم سے اک دُنیا سے خراج تحسین ہی نہیں بلکہ خراج عقیدت وصول کرلیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام بشارت کی بنا پر احمد ﷺ رکھا تھا۔ اس طرح محمد ﷺ (مصطفیٰ) اور احمد ﷺ (مجتبیٰ) دونوں آپ کے ذاتی نام ہیں۔

قسمت حلیمہ سعدیہ

بروایت حلیمہ سعدیہ سے مروی ہے کہ میں اپنی ہمشیرہ کے ساتھ معہ زنان بنی سعد واسطے حصول طریق معاش کے پہاڑ پر گھاس چھیلنے کو جاتی تھی اور اسی محنت و مشقت پر اپنا جسم و جان پالتی تھی لیکن بوجہ فاقہ کشی کے جو میری گود میں فرزند تھا دودھ کی کمی کے موجب کمال لاغر و نحیف ہو گیا تھا اور مجھ سے بھی بوجہ بھوکا رہنے کے کوئی کام کہ جس سے شکم پری ہو جائے۔ نہ ہو سکتا تھا لیکن صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ دے کر بہر حال کچھ کم و بیش محنت و مشقت سے ایام گزاری کا موجب بنا رکھا تھا ناگاہ ایک دفعہ بباعث فاقہ کے مجھے ضعف معدہ سے اس قدر غشی پیدا ہوئی کہ سات روز تک بے ہوش رہی اور شکر کی زبان خدا کی درگاہ میں بند نہ کر کے استغاثہ کرتی رہی تو خداوند کریم نے اپنا فضل و کرم کیا کہ اسی حالت غشی میں ایک سبز پوش نے مجھے کہا میرے ساتھ چل جب میں اس کے ساتھ روانہ ہوئی تو وہ مجھے ایک دریائے دودھ پر لے گیا اور کہنے لگا کہ جس قدر تم کو ضرورت ہے اس دریائے بیکنار سے پی لے میں نے حسب اشتہا اس دریا سے دودھ پیا لیکن میں جس قدر پینے سے انکار کرتی تھی کہ مجھے اب اشتہا نہیں وہ سبز پوش اسی قدر مبالغہ کرتا تھا الغرض بعدہٗ کہنے لگا کہ مجھے جانتی ہے کہ میں کون ہوں میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں وہ شکر و صبر ہوں کہ جس کو تو بحالت تنگی ہونے کے ادا کرتی تھی اور فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ایک نور ساطع برہان احدیت و قاطع دلائل معصیت ظہور میں آیا ہے وہاں جا کر اس کو اپنے دودھ سے پرورش کر۔ تا کہ تجھے سعادت ابدی و عزت سرمدی حاصل ہو۔ جب یہ بات موشگافیات فرما کر وہ سبز پوش پوشیدہ ہو گیا تو مجھے استقامت حاصل ہو گئی اور کیا دیکھتی ہوں کہ میرا وجود بہ نسبت سالہائے ارزانی کے بھی زیادہ تر و تازہ اور پستان دودھ سے آبستہ ہیں دیکھتے ہی سجدہ شکر ادا کیا اور صبح ثانی کو ہمراہ زنان بنی

سعد جب گھاس چھیلنے کے واسطے پہاڑ پر گئی تو زنان مذکور نے مجھ کو تر و تازہ و بشاش چہرہ دیکھ کر موجب امتلاء شیر پستان و تقویت جسم و جان کا استفسار کیا لیکن میں نے کچھ اس راز کو جو مخفی تھا ظاہر کرنے سے نقصان سمجھ کر بیان نہ کیا قضاء فی الحال منادی غیب سے ایک آواز استماع میں آئی کہ اے زنان بنی سعد مکہ معظمہ میں ایک لڑکا بنی قریش میں پیدا ہوا ہے جو عورت اس کو اپنا دودھ پلا کر پرورش کرے گی اپنے واسطے راہ نجات حاصل کرے گی بہ مجرد استماع ندائے غیب جو کہ بشارت ملہمہ سے بمضمون واحد تھی میں نے گھر آ کر اپنے خاوند سے اجازت طلب کی کہ مکہ سے مجھے کوئی شیر خوار لانے کی اجازت دو تا کہ کوئی صورت شکم پروری حاصل ہو الغرض خاوند سے اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئی لیکن اور عورتیں شیر دار جو خواہش روزگار کے واسطے دائماً اہل مکہ سے ان کے فرزندوں کو پرورش کے واسطے لاتی تھیں وہ بھی روانہ ہوئیں اور بباعث طاقتور ہونے اپنے گدھوں کے مجھ سے اول منزل مقصود پر فائز ہو کر دولت مندوں کے شیر خواروں کی خدمت میں مقرر ہو کر افزونی محنت سے متمول ہو گئیں اور میرا گدھا جو کہ نحیف و ضعیف تھا پس پارہ گیا اس لئے ان کے پیچھے رہ کر اپنی قسمت پر صبر و شکر کرتی رہی لیکن مجھے ہر منزل پر ہر در و دیوار سے یہی آواز استماع میں آتی تھی کہ اے حلیمہ مبارک ہو تم کو خداوند تعالیٰ نے پرورش میں اس دُر یتیم بحر نا پیدا کنار کی تیرے تفویض فرمائی ہے جلد جلد منزل ارادت پر پہنچ کر اپنے مقاصد گنجینۂ اسرار خداوندی سے حاصل کر فی الجملہ میں دوشنبہ کے روز مکہ معظمہ میں فائز ہوئی اور جستجو امر مطلوبہ کی کرنے لگی چونکہ زنان بنی سعد آپ کی یتیمی پر خیال کر کے اور بیکسی پر توجہ کر کے پرورش سے انکار کر گئی تھیں اور اغنیاؤں کے شیر خواروں کو لے کر خوشحال ہو گئی تھیں اس لئے عبد المطلب کوچہ کوچہ بہ شوق متلاشی دایہ شیر دار کے ہو رہے تھے میرے حال پر مطلع ہو کر میرے پاس مشرف ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے میں بموجب استماع کرنے بشارت غیبی کے آپ کی یتیمی و بیکسی پر توجہ نہ کر کے پرورش سے انکار نہ کیا جب میں نے آپ کے گہوارہ کی طرف جا کر آپ کو دیکھا تو اس وقت آں خواجۂ عالم ﷺ ایک پارچہ حریر میں بستر پر بظاہر خواب لیکن نرگس وار باطن میں بیدار مائل بہ ربّ الارباب پڑے سوئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے صدر مبارک پر رکھا تو

آپ بیدار ہوئے اور میری طرف نظر ڈال کر کمال اُلفت سے ہنسے۔ فی الحال میرے پستانوں سے دودھ مقطر مقطر جاری ہوا اور اس تبسم سے ایک ایسی مدحت پیدا ہوئی کہ دید و شنید میں نہ آتی تھی اور ایک نور آپ کے ہر دو ابرو سے ایسا منور آسمان کی طرف صعود کر گیا کہ سب کی آنکھیں اس کے پرتو کی چمک سے جھپک گئیں الغرض علی الصبح آپ کو ہمراہ لے کر اپنی فرودگاہ پر آئی اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئی ہنگام مراجعت جو میرا دراز گوش ضعیف و ناتواں جسم و جان سے بے جان تھا۔ اُس نے آسمان کی طرف منہ کر کے (الحمد للہ) پڑھا اور کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر تین سجدے کیے اور اس قدر تیز رفتار ہو کر خراماں خراماں روانہ ہوا کہ تمام اہل قافلہ کو پیچھے چھوڑ گیا اہل قافلہ نے متعجب ہو کر استفسار کیا کہ اس ضعیف و ناتواں دراز گوش میں کیا خاصہ ہے تب حسب فرمان ذوالجلال وہ گدھا آپ ناطق ہوا کہ تم نہیں جانتے کہ میری پیٹھ پر میرا راکب محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخر الزمان ہے تا نکہ اپنے قریہ میں فائز ہوئے تو آپ کے متمین و متبرک قدوم سے میری بکریاں جو بموجب قحط سالی کے لاغر و بے شیر ہو گئی تھیں فربہ و شیر دار ہو گئیں اور بچے بکثرت دینے لگیں حتیٰ کہ میں ایک قلیل عرصہ میں غنی ہو گئی جب آپ نے زبان فصیح البیان سے اوّلا کلام کی تو فرمایا:

اللہ اکبر' اللہ اکبر' وللّٰہ الحمد' والحمد للہ ربّ العٰلمین۔

سیدہ حلیمہ کے گھر برکات کا نزول

علامہ سید احمد بن عابدین رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر کردہ ان برکات کے بعد لکھا' جو سیدہ حلیمہ کو نبی کریم ﷺ سے حاصل ہوئیں۔ جب سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے ہاں لائیں تو اس وقت وہ علاقہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو چکا تھا' آپ کی آمد سے کھیت لہلہانے لگے۔ حضرت حلیمہ کے مواشی کی تعداد بڑھ گئی' خوب نشو و نما ہوا اور آپ کی وجہ سے حضرت حلیمہ کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔ شہرت پائی اور ہر وقت خیر و سعادت میں گزرتا اور آپ کی برکت سے سیدہ حلیمہ کے دن پھر گئے۔

لقد بلغت یا لہاشمی حلیمۃ
مقاما علا فی ذروۃ العز و المجد

وزادت مواشیہا واخصب ربعہا
و قد عم ہذا السعد کل بنی سعد

حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا عزت و بزرگی کے بلند مقام پر فائز ہو گئیں' ان کے مواشی کی تعداد بڑھ گئی اور ان کی زمین سر سبز ہو گئی اور یہ سعادت صرف حضرت حلیمہ تک محدود نہ رہی' بلکہ تمام بنو سعد نے اس سے سعادت پائی۔

یہ اس لیے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں جب آپ ﷺ کو لے کر اپنے گھر داخل ہوئی تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں رہنے والوں نے مشک و عنبر کی خوشبو نہ سونگھی ہو' آپ ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی گئی حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو کوئی جسمانی اذیت اور تکلیف پہنچتی تو وہ آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑ کر تکلیف والی جگہ پر رکھتا۔ فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے آرام آ جاتا' یونہی اگر بکری یا اونٹ کو تکلیف ہوتی تو آپ کے دست اقدس تکلیف کی جگہ رکھنے سے اسے آرام آ جاتا۔

دست نبوت کی برکات

علامہ داؤدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے اپنی عمر کی قسم! آپ ﷺ کے دست اقدس کی بہت سی صفات ہیں جو جمیل ہیں' ان صفات جمیلہ کی گنتی نہیں کی جا سکتی' اور آپ کے دست اقدس سے ظاہر ہونے والے معجزات بھی لاتعداد ہیں۔ حضرت اولیاء کرام کو بھی اور نہ ماننے والوں کو بھی ان کا علم ہے' ان معجزات میں سے چند یہ ہیں:

(i) نبی کریم ﷺ نے "ام معبد" کی بکری پر اپنا دست اقدس پھیرا' جبکہ اس

کے نزدیک کوئی "نر" نہ آیا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا' اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا' آپ نے برتن منگوایا' اس کا دودھ دھو کر لوگوں کی ایک جماعت کو پلایا جس سے تمام سیر ہو گئے' سب سے آخر میں آپ نے خود دودھ نوش فرمایا' پھر دوسری مرتبہ اسے دوھیا اور "ام معبد" کے برتنوں میں بھر کر وہیں چھوڑ دیا۔

(۲) دست اقدس کی برکت سے کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔

(۳) آپ کے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان سے کئی مواقع پر پانی پھوٹا' جسے بہت سے لوگوں نے دیکھا۔

(۴) نبی کریم ﷺ نے پانی کے بھرے ایک لوٹے سے وضو فرمایا' لوگ آئے اور پیاس کی شکایت کی' تو آپ نے لوٹے میں اپنا دست اقدس رکھا' فوراً آپ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے' تمام حاضرین نے اس سے وضو کیا' تقریباً پندرہ سو آدمی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی ہمارے لیے کافی ہوتا' اس ذات کی قسم! جس نے مجھے آنکھوں کی آزمائش میں ڈالا' میں نے پانی کے چشمے آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹتے دیکھے۔

(۵) بہت سے بیماروں کو آپ کے دست اقدس کی برکت سے شفا ملی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ واپس اپنی جگہ میں لوٹ آئی' ان کے علاوہ اور بھی بہت سے معجزات ہیں جن کو ذکر کریں تو طوالت آجائے گی۔

شق صدر

بروایت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ جب آپ نے سات سال کی عمر سے گلستان کون و مکان کو آباد کیا تو ایک روز فرمانے لگے کہ اے والدہ میرے رضاعی بھائی ہر روز علی الصبح کہاں چلے جاتے ہیں میں نے کہا کہ واسطے بکریاں چرانے کے ریوڑ کے ساتھ جنگل و پہاڑ کے چراگاہوں میں جاتے ہیں آپ فرمانے لگے کہ آئندہ مجھے بھی اس خدمت کے صلہ میں موصول کرنا کیونکہ ناممکن ہے کہ میں آرام میں تمام روز بسر کروں اور میرے بھائی تکالیف ازمنہ میں گرفتار ہو کر مجھ سے کسی قسم کی امداد کی اُمید نہ رکھیں میں نے کہا کہ ایسے امورات قبیحہ آپ کے لائق نہیں آپ ایسی تکلیف کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ہم کو یہ زیبا نہیں کہ آپ کو اس کام میں شریک کریں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا ہر چند کمال حکمت سے آپ کی دلجوئی کی مگر آپ مطمئن نہ ہو کر علی الصبح اپنے رضاعی برادروں کے ہمراہ روانہ ہوئے جب کچھ حصہ روز کا گزرا ہو گا تو میرے اطفال افتاں و خیزاں آہ و فریاد کرتے ہوئے آئے اور کہنے لگے:

اے والدہ مشفقہ فریاد ہے فریاد ہے ۔۔۔ جلد لے چل کر خبر فریاد ہے فریاد ہے
دیکھ چل کر کوہ پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۔۔۔ کس طرح بے حال ہے فریاد ہے فریاد ہے
آسماں سے اتر کر دو مرغ زریں بال نے ۔۔۔ پھاڑ ڈالا آپ کو فریاد ہے فریاد ہے
آپ کا صدر مبارک چاک کر ڈالا تمام ۔۔۔ درد سے نڈھال ہے فریاد ہے فریاد ہے
اس جگہ کوئی نہیں سنتا ہماری آہ دل ۔۔۔ جانور ڈرتے نہیں فریاد ہے فریاد ہے

میں نے بہ حین استماع مکالمہ دردانگیز آفت خیز و حیرت ریز دل پر جوش و امتلاء خوف سے مدہوش ہو کر فی الحال گھر سے باہر نکل کر منزل تکلیف آمیز کی راہ لی جب ابھی تھوڑی دور چلی

تھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ برراہ صحیح وسالم دلربا چال سے خراماں خراماں قدم رنجہ فرماتے چلے آرہے ہیں دریں حال میں نے سجدہ شکر ادا کر کے کمال خوشی سے آپ کو گود میں اٹھا لیا اور باعث آہ وزاری طفلاں کا اور طیور کا استفسار کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مخزونی کا مقام نہیں دراصل وہ جانور نہ تھے ملائک ربانی تھے بحکم ربّ الارباب اُنہوں نے میرا صدر چاک کیا تھا اور اندرونی طور پر مصفّٰی و مجلا کر کے دوبارہ بعینہٖ بدستور سابقہ اصلی حالت پر مرتب کر دیا کہ جس کی ایذا سے مجھے ذرہ تک صدمہ نہیں پہنچا میں نے متعجب ہو کر کاہنوں سے یہ تمام احوال ظاہر کر کے تشقیق الصدر کا موجب استفسار کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ لڑکا پیغمبر آخر الزماں ہے عنقریب ہمارے دین کو باطل کر کے اپنے دین متین کو روئے زمین پر جاری کرے گا اور دراصل یہ صدیق ہے اس لئے خداوند کریم کی نظر میں منظور و مرغوب محبوب ہے۔

وہم آسیب

موجودہ دور کے ہندوستان کے دیہاتی باشندوں کی طرح جاہلیت کا عرب بھی توہمات باطلہ اور اوہام خود ساختہ کا شکار تھا۔ توہم پرست لوگوں نے جب شق الصدر کا واقعہ سن پایا تو حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دل پر یہ بات نقش کر دی کہ یہ عجیب و غریب واقعہ یا تو کسی زبردست جن کی افوق البشری قوتوں کا ایک کرشمہ ہے یا کسی ساحر کی سحر کاری کا نتیجہ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تم اس لڑکے کو کسی کاہن کو دکھاؤ۔

عورت فطرتی طور پر بھی کچھ توہم پرست ہوتی ہے اور پھر جاہلیت کے عرب کی ایک بدوی عورت کب تک لوگوں کی باتوں میں نہ آتی۔ اس نے بھی ضروری خیال کیا کہ حضور انور ﷺ کو کسی کاہن کے پاس لے چلے اور تمام واقعہ من و عن سنا کر اس آسیب کے خلل کا علاج دریافت کرے۔

توہم پرستی کا شکار بن کر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور انور ﷺ کو گود میں لے کر ایک مشہور کاہن کے پاس پہنچی اور شق الصدر کا حیرت انگیز واقعہ اول سے آخر تک کہہ سنایا۔ کاہن نے

حضور انور ﷺ کی مبارک پیشانی میں جب روحانی نور کی درخشانی دیکھی تو سٹ پٹا گیا۔ اس نے بہت سی کتابوں میں نبی آخر الزمان کی آمد کی بشارتیں اور اس کے چہرے مہرے کی نشانیاں پڑھی تھیں اس علم کی بناء پر اس نے اس ننھی سی ہستی میں وہ عظیم المرتبت شخصیت دیکھ لی جو دُنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب کا باعث ہونے والی تھی۔

کور باطن اور متعصب کاہن نے چشم تصور میں صنم پرستی کی دھجیاں اڑتی دیکھیں۔ عرب کی جہالت پر مبنی مذاہب کا شیرازہ بکھرتا دیکھا تو وہ اس حیرت آفرین انقلاب کو بھی جو ان کی بہتری پر مبنی تھا برداشت نہ کر سکا۔ جب انسان کی ذہنیت غلامانہ بن جاتی ہے تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔

دین صنم پرستی کے قصر باطل کی اینٹ سے اینٹ بجنے کا نظارہ کاہن کی چشم تصور نے دیکھا تو اس کی روح لرزہ براندام ہو گئی۔ اس نے حضور انور ﷺ کا ایک ہاتھ پکڑ کر شور مچانا شروع کر دیا۔

”لوگو! دوڑو! اس بچے کو قتل کر ڈالو۔ اسے ایک ننھی سی ہستی نہ سمجھو۔ یہ بڑا ہو کر ہمارے دین و مذاہب کی بنیادیں ہلا دے گا۔ یہ ایک ایسی عظیم الشان ہستی بننے والا ہے جس کے سامنے پھر کسی کی مخالفت کی پیش نہ جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ابھی سے تیغ کے گھاٹ اتار دیا جائے۔“

حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جب اس قسم کی ظالمانہ گفتگو سنی تو غصے سے اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے اس نے بجلی کی طرح گرج کر کہا:

”چھوڑ ظالم میرے بچے کا ہاتھ چھوڑ دے۔ ستم گر یہ ہم سے کب کی دشمنی نکالنے لگا ہے۔ خدا غارت کرے تجھے موذی۔“

حلیمہ رضی اللہ عنہا کاہن کو ڈانٹ کر حضور انور ﷺ کو گود میں لے کر فرط محبت سے آپ ﷺ کا منہ چومتی ہوئی گھر آگئی اور اس بات کو دل سے نکال دیا کہ نعوذ باللہ کسی آسیب کا حضور انور ﷺ کو خلل ہو گیا ہے۔

بچپن میں انصاف

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ کو دائیں طرف سے دُودھ پیش کیا تو آپ نے اپنی خواہش کے مطابق پیا۔ پھر میں نے بائیں طرف سے دُودھ پلانا چاہا تو آپ نے اِنکار کردیا۔

اہلِ علم فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمادیا تھا کہ آپ کا اس دُودھ میں اور بھی شریک ہے تو آپ نے انصاف کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک پستان سے دُودھ نہیں آتا تھا۔ جب آپ نے اُسے حضور رسالتمآب ﷺ کے منہ میں ڈالا تو اُس سے دُودھ آنے لگا۔ جناب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے بھائی نے بھی آپ کے ساتھ دُودھ پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہوکر سوگیا جب کہ اِس سے پہلے بھوکا رہنے کی وجہ سے اسے نیند نہ آتی تھی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم لوگ آپ کو لے کر واپس آگئے۔ جب ہمیں واپس آئے ہوئے دو تین ماہ گزر گئے تو آپ ایک روز اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے پچھواڑے تھے کہ آپ کا بھائی پریشانی کے عالم میں دَوڑتا ہوا آیا اور کہا!

میرے قریشی بھائی کا پتہ لیں انہیں دو سفید پوشوں نے پکڑ کر لٹادیا اور ان کا پیٹ چیر کر دونوں ہاتھ پیٹ میں داخل کردیئے ہیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں اپنے شوہر کو لے کر اس طرف گئی اور آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہے اور یہ ملائکہ کو دیکھنے کی وجہ سے تھا نہ کہ شقِّ صدر کی وجہ سے۔ کیونکہ شقِّ صدر سے آپ کو نہ کوئی تکلیف پہنچی تھی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! میں اور شوہر آپ کی ملازمت میں تھے پس ہم نے پوچھا اے بیٹے! آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا آپ نے فرمایا! سفید لباس والے دو شخص آئے اور ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو کہا کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔

پس وہ دونوں جلدی سے میرے پاس آئے اور مجھے پکڑ کر لٹادیا اور میرا پیٹ چیر دیا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم آپ کو لے کر اپنے خیمے میں واپس آگئے تو میرے شوہر نے مجھے کہا اس لڑکے پر کسی جن وغیرہ کا اثر معلوم ہوتا ہے اس سے پہلے کہ یہ اَمر ظاہر ہو انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچادے اور مجھے اس امانت سے سُرخرو کردے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! میرے شوہر نے کہا انہیں اِن کی والدہ کے پاس لے جاتا کہ وہ اِن کا علاج کریں۔ خدا کی قسم! فلاں شخص کی اَولاد نے جب ان کی عظیم برکت کو دیکھا تو اُنہوں نے حسد کی بنا پر ان کے ساتھ اَیسا کیا۔ کہا کہ پھر ہم نے آپ کو اُٹھایا اور مکّہ معظمہ میں آپ کی والدہ کریمہ کے پاس لے گئے۔ بعض کہتے ہیں اس وقت آپ کی عمر مبارک پانچ سال اور بعض کے مطابق چار سال تھی جب کہ بعض کے نزدیک آپ کی عمر مبارک دو سال ایک ماہ تھی۔

ایامِ طفولیت میں خصائلِ مبارکہ

بروایاتِ صحیحہ جس طرح اور اطفال کی بالیدگی ایک سال میں بڑھتی ہے بہ نسبت اس کے آپ کو افزونی قد و قامت میں ایک ماہ میں حاصل ہوتی تھی چنانچہ آپ دو ماہ کے تھے تو ارشاد فرماتے تھے سہ ماہ کے قیام فرماتے تھے چہارم میں تکیہ دیوار سے خرام فرماتے تھے۔ پنجم میں مکمل تاب و طاقت آپ کو رفتار کی حصول ہوتی۔ ششم میں تیزی رفتار مقبول ہوئے ہفت میں خوب طراری سے جولان کرسکتے تھے۔ آٹھویں میں کچھ قدرے گفتگو بیان فرماتے تھے۔ نہم میں تیر اندازی کے فن میں مسبوق ہوئے۔ دہم میں فصاحت زبان آور ہوئے الغرض دو سال کی عمر میں آپ عین شباب میں نمایاں ہوتے تھے اور لڑکپن میں آپ کا بدن کبھی برہنہ نہ ہوتا تھا اگر قضاءً کبھی برہنہ ہوجاتے تو ملائک جو محافظ تھے ڈھانک دیتے تھے مروی ہے کہ آپ کو روزِ پیدائش سے ہفت یوم تک آپ کی والدہ نے دودھ پلایا بعدہٗ ثوبیہ نے چند روز دودھ پلایا جو لونڈی ابولہب کی تھی جس

کو ابولہب نے اس سے مژدہ پیدائش کا استماع کرنے سے آزاد کر دیا تھا بعدہٗ حلیمہ سعدیہ نے ایام دوشیزگی سے بچپن تک دودھ پلایا۔

بچپن میں چاند کا کھلونا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب چالیس یوم کے ہوئے تو ایک روز چاند کے ساتھ ایما سے لہو ولعب کرتے تھے جب آپ بڑے ہوئے تو میں نے اس کا ایماء کا احوال دریافت کیا آپ نے بیان فرمایا کہ میرا انگوٹھا والدہ مشفقہ نے زور سے باندھا ہوا تھا لہٰذا اس کی صدمہ ثقالت سے مجھے رونا آتا تھا تو چاند مجھے گفتگو میں مائل رکھتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر آپ کا ایک قطرہ اشک زمین پر پڑ جاتا تو غضب الٰہی سے تا قیامت ایک سبزہ زمین پر پیدا نہ ہوگا اور علیٰ ہذہ القیاس جب میں ابھی رحم مادر میں تھا تو شمس وقمر جب عرش معلیٰ کے پاس درگاہ ربانی میں سجدہ کرتے تھے ان کے سجدہ کی آواز اور تسبیح وتہلیل کی ندا میرے گوش گزار ہوئی تھی سبحان اللہ و بحمدہ۔

رحمت الٰہی کا ظہور

(پہلی جھلک)

حضور انور ﷺ کو جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے گود میں اُٹھایا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے اسے بتایا کہ یہ ننھی سی ہستی کسی دن تاریخ عالم کی ایک جلیل القدر شخصیت بننے والی ہے تم اس کی پرورش خوب اچھی طرح سے کرو۔ پردہ غیب سے تمہاری محنت کا معاوضہ تمہاری توقعات سے کہیں بڑھ کر ملے گا۔ اس وقت تو شاید حلیمہ کو ان حقیقت نواز الفاظ کی صداقت کا یقین آیا نہیں لیکن جب وہ آپ ﷺ کو گود میں لیے اپنے گھر کو پلٹ رہی تھیں تو راستے میں اسے رحمت خداوندی کی پہلی جھلک نظر آ گئی اور اسے پورا یقین ہو گیا کہ بلاشبہ یہ چاند سی صورت کسی دن دُنیا کے آسمان شہرت پر چاند بن کر ہی چمکے گی۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سواری کا جانور بالکل مریل سا تھا اور سب عورتوں کی سواریوں سے پیچھے رہتا تھا لیکن جب حضور انور ﷺ کو گود میں لے کر میں اس پر بیٹھی تو خبر نہیں کہاں سے اس میں طاقت آ گئی اس کے قدموں میں ایسی سرعت پیدا ہو گئی کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ یہ تعجب انگیز بات دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ صداقت سے لبریز تھے۔

(دوسری جھلک)

حضور ﷺ کو اپنی شمع وجود سے حلیمہ رضی اللہ عنہا کا تاریک گھر منور کیے ابھی چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اس کے گھر کے حالات میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ پہلے حلیمہ رضی

اللہ عنہا اور اس کا شوہر باوجود اپنا پسینہ بہانے کے بھی تنگی اور عسرت میں بسر کرتے تھے اور اب یہ حال ہو گیا کہ مٹی کو بھی ہاتھ لگاتے تو سونا بن جاتی تھی۔ ہر طرف خوشحالی اور فارغ البالی کا دور دورہ ہو گیا۔ بکریاں اس قدر دودھ دینے لگیں کہ سب سیر ہو کر پیتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر گاؤں کے دوسرے لوگ بھی اپنے چرواہوں پر زور دینے لگے کہ تم بھی اپنی بکریاں اسی چراگاہ میں لے جایا کرو جس میں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔

کچھ تو حضور انور ﷺ کی صورت ہی من موہنی تھی اس گلدستہ جمال اس پیکر حسن کو دیکھ کر کس کے دل میں محبت کے جذبات نہ پیدا ہو جاتے اس حسن و جمال پر مستزاد یہ کہ آپ کی تشریف آوری سے حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اس لیے گھر بھر آپ ﷺ کا گرویدہ ہو گیا آپ ﷺ کی خاطر داری اور پرورش میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جانے لگا۔

زبان مبارک پر توحید پرور کلمات

جب آپ ﷺ اس قابل ہوئے کہ زبان مبارک سے اپنے شیدائی پرورش کرنے والوں کی مسرت میں اضافہ کرنے کیلئے کچھ ارشاد فرمائیں تو سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے توحید پرور کلمات کو آپ ﷺ کا ورد زبان پایا گیا۔ جب ذرا اور ہوش سنبھالا تو جس وقت کھانا تناول فرمانے لگتے یا کوئی اور کام شروع کرنے لگتے تو (بسم اللہ الرحمان الرحیم) ضرور پڑھ لیتے۔ آپ ﷺ کی زبان حقیقت ترجمان سے اس چھوٹی سی عمر میں ایسے کلمات کا نکلنا آپ کی روح کی رفعتوں پر دال ہے۔

پرورش کرنے والوں سے محبت

حضور انور ﷺ کو اپنی رضائی ماں حلیمہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی۔ یہاں تک کہ منصب نبوت ﷺ پر سرفراز ہونے کے بعد جب حلیمہ رضی اللہ عنہا ایک دفعہ آپ کو ملنے آئی تو آپ جوش مسرت میں بے خود ہو کر ان کے استقبال کو دوڑے اور فوراً اپنی چادر ان کے بیٹھنے کے لیے بچھا دی۔ اس کے بعد ایک دفعہ کسی جنگ میں قبیلہ بنی سعد کے بہت سے آدمی گرفتار ہو کر آئے

تو حضور انور ﷺ نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر ان سب کو رہا کر دیا۔ عہد طفولیت کے اوائل میں بھی جب آپ ﷺ کاشانہ حلیمہ رضی اللہ عنہا میں پرورش پا رہے تھے آپ ﷺ نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا بلکہ اپنے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ نے ان کے تمام خاندان کے لوگوں کے دل میں محبت کا ایسا گہرا نقش پیدا کیا کہ ان کو آپ ﷺ کی دم بھر کی جدائی شاق ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی بھولی بھالی لیکن حقیقت پرور باتوں اور محبت بھرے دل سے ان کے دل اپنی مٹھی میں لے لیے تھے۔ اپنے رضائی بھائی اور بہن سے آپ ﷺ کو از حد محبت تھی اور کبھی ان کا دل میلا نہ کرتے تھے۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا سال میں دو دفعہ آپ ﷺ کو مکہ معظمہ لاتیں اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی جدائی کی آگ ٹھنڈی کر جاتی تھیں۔

ابر رحمت کی جلوہ افگنی

جب آپ ﷺ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ کو اپنی شمع وجود سے منور فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے تعلق میں بہت سی عجیب وغریب باتیں اور مافوق العادت واقعات ظہور میں آئے جنہوں نے دیکھنے والوں کو انگشت بدنداں ہونے پر مجبور کر دیا۔

ایک روز آپ ﷺ اپنی رضائی بہن شیما کے ہمراہ کہیں باہر نکل گئے۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی عدم موجودگی کا پتہ چلا تو بہت گھبرائی اور فوراً تلاش میں روانہ ہو گئی۔ آپ ﷺ اپنی بہن کے ساتھ گھر تشریف لاتے ہوئے ملے۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی جان میں جان آئی اور اس نے شیما کو بہت ڈانٹا کہ تو اس پھول سے بچے کو دھوپ میں کیوں لے کر آئی؟ شیما نے کہا کہ اماں جان ہمیں تو ذرا بھی دھوپ نہیں لگی ہم جس طرف جاتے تھے ایک ابر ہمارے سر پر سایہ کیے رہتا تھا۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر زیادہ تعجب نہیں ہوا وہ پہلے بہت سے ایسے عجیب وغریب واقعات آپ ﷺ کے تعلق میں دیکھ چکی تھی اور جانتی تھی کہ یہ ننھی سی ہستی کسی دن دنیا کی ایک جلیل القدر ہستی بننے والی ہے اور رحمت خداوندی اس کے شریک حال ہے۔

حضور انور ﷺ آغوشِ مادر میں

حضور انور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے ابتدائی ایام کی پانچ بہاریں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زیر محبت صحرا کی لطافت بار اور صحت بخش نسیم میں دیکھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ آغوش مادر میں آئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ ان ایام میں ہی راہ گرائے عالم جاودانی ہو چکے تھے۔ جب حضور انور ﷺ ابھی ان کے بطن مبارک میں تشریف فرما تھے یہی چاندی صورت اب اس محبت اور مسرت کے دور کی شیریں یادگار تھی جو کسی وقت لافانی معلوم ہوتا تھا مگر جس کے تار پود ظالم موت نے بکھیر دیئے تھے۔

خاوند کی فرقت کی آگ کے شعلے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وفا شعار اور فدا کار دل میں ہمیشہ بھڑکتے رہے تھے لیکن لافانی محبت کی اس لافانی یادگار نے حضرت عبداللہ کی اس تصویر پر جو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چشم تصور میں چلتی پھرتی نظر آتی تھی اور بھی گہرے نقش و نگار کندہ کر دیئے اور وہ خاموش آگ جو ایک ہنگامہ خاموش کی طرح اس کے دل کی گہرائیوں میں سلگ رہی تھی اب پورے جوش و خروش سے روشن ہو گئی۔

علوِ ہمتی کی ایک درخشاں مثال

اپنی رضائی ماں کے سایہ پرورش سے پرورش پا کر آپ ﷺ اپنی حقیقی ماں کی آغوش میں آئے تو آپ ﷺ کی عمر پانچ سال سے زائد نہ تھی مگر اپنے اخلاق حمیدہ اور اوصاف حسنہ کی کشش سے سب کے دلوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ چھ سال کی عمر میں آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی معیت میں اپنے بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لیے مدینہ تشریف لے گئے تو جس مکان میں

آپ ﷺ قیام پذیر تھے اس کے سامنے صاف و شفاف پانی کا ایک تالاب تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے پیراکی کا فن حاصل کیا۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ ﷺ کے دل میں حصول کمال کے ایسے جذبہ کا پیدا ہونا آپ ﷺ کی علوہمتی پر دال ہے۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ مدینہ میں تشریف رکھنے کے بعد اپنی والدہ کے ہمراہ وطن کو مراجعت فرمائی۔ اس زمانہ کی سب باتیں آپ ﷺ کے لوح دماغ پر اس خوبی سے نقش تھیں کہ ہجرت کے زمانہ میں جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے قیام کا مکان اور اپنے ساتھ کھیلنے والی ایک لڑکی کا نام تک بتا دیا۔ اس سے آپ ﷺ کے حیرت انگیز حافظہ پر روشنی پڑتی ہے۔

ابو طالب کی لونڈی کی شہادت

ابو طالب کی ایک لونڈی کی شہادت تاریخ کے صفحات میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے گھر میں بھی کبھی مانگ کر کھانا نہیں کھایا۔ پھر جو کچھ آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا جاتا اسے نہایت رغبت سے نوش جان فرما لیتے تھے۔ من میخ نکالنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ اس سے آپ ﷺ کے اس وقار ضبط نفس، حیا اور صبر کا پتہ چلتا ہے جو تمام عمر آپ ﷺ کا مابہ الامتیاز رہا۔

حضرت ابو طالب کی رطب اللسانی

حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے طویل ترین حصہ کے حالات دیکھے ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں آپ ﷺ ان کے زیر کفالت آئے۔ پچیس برس کی عمر میں شادی ہونے کے بعد ان سے الگ رہنے لگے لیکن اس زمانہ میں بھی آپ ﷺ کی زندگی آئینہ کی طرح ابو طالب کے سامنے تھی۔ وہ آپ ﷺ کے اخلاق پاکیزہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ ان کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن کے ایام میں بھی کبھی کوئی بات خلاف واقعہ نہیں کہی۔ کسی مشرکانہ تقریب میں شرکت و شمولیت نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کسی نے کوئی خلاف تہذیب کلمہ نہیں سنا۔ برے اخلاق کے لوگوں کی صحبت آپ ﷺ نے کبھی اختیار نہیں کی۔

آپ ﷺ شرم وحیا کے پیکر تھے

ایک دفعہ بارش کی کثرت سے کعبہ کی عمارت کو کچھ نقصان پہنچ گیا۔ اس لیے مرمت کا کام جاری تھا۔ آپ ﷺ اجتماع کے کاموں میں جن کی بنیاد نیکی اور راستی پر ہو ہمیشہ دلچسپی لیا کرتے تھے آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت سات اور دس سال کے درمیان تھی۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ بھی اینٹیں ڈھونے لگے۔ آپ ﷺ نے اس وقت صرف تہبند باندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا تہبند کا ایک کونا کھینچ کر اسے اتار لیا اور تہہ کرکے آپ ﷺ کے شانہ پر رکھنے لگے تاکہ اینٹوں کی رگڑ سے شانہ مبارک چھل نہ جائے۔ اس عمر میں بچوں کی برہنگی عیب نہ سمجھی جاتی تھی لیکن آپ ﷺ میں شرم وحیا کا مادہ اس کثرت سے تھا کہ آپ ﷺ تہبند کے کھلتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب یہ حقیقت عباس رضی اللہ عنہ پر منکشف ہوئی تو اس نے پھر آپ ﷺ کے تہبند باندھ دیا۔ شرم وحیا کو آپ ﷺ نے ایمان کی ایک شاخ قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام کا بیان ہے حضور انور ﷺ آخری عمر تک ایک دوشیزہ کی طرح باحیا رہے۔

اس چھوٹی سی عمر میں اجتماع کے کام میں ایسی دلچسپی لینا کہ اپنے جسم تک کو تکلیف دینے سے دریغ نہ کرنا آپ ﷺ کی بلند ہمتی اور علو طبعی پر دال ہے۔ عوام الناس میں یہ زمانہ کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے' زندگی کی سنگین ذمہ داریوں میں پھنسنے کا نہیں۔

امین وصادق کا خطاب

اتنا کہہ دینا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی صداقت پرستی اور امانت شعاری نے ایسا شہرہ پایا کہ مکہ کے لوگ بیش بہا زیورات اور بڑی بڑی رقمیں اور قیمتی کپڑے آپ ﷺ کے پاس امانت رکھ جاتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ ہم نے اپنی امانت محفوظ ترین جگہ رکھی ہے۔

تجارتی معاملات میں آپ ﷺ کی راست بازی اور صداقت شیوگی شہر کے لوگوں میں ضرب المثل بن گئی تھی۔ ان ہی اوصاف حسنہ سے متاثر ہو کر اس متمرد قوم نے بھی جس نے کبھی کسی کی سیادت تسلیم نہیں کی تھی آپ ﷺ کو الامین اور الصادق کا خطاب دے کر آپ ﷺ کی مابہ

الامتیاز خوبیوں کو اپنی عقیدت کا خراج ادا کیا۔

محبوب شوہر کی آخری آرام گاہ

ایک سال اپنی تمام تپش سامانیوں اور سیماب وش بے قراریوں کے ساتھ گزر گیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محسوس کیا کہ اب اس فرقت کی آگ کے شعلوں کو سینے میں دبائے رکھنا ناممکن ہے۔ اس لیے آپ نے اپنے محبوب شوہر کی آخری آرام گاہ پر اپنی وفا شعار شیریں کار اور لافانی محبت کے آنسوؤں کی بھینٹ چڑھانے کے لیے مکہ سے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا کہ شاید اسی طرح دل کی تڑپ کو کچھ تسکین ہو سکے۔ اس سفر میں حضور انور ﷺ آپ کے ہمراہ تھے۔

خوں گشتہ تمناؤں کا خون آنکھوں کی راہ

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرقت زدہ' دل ریش اور جگر فگار حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کا سہاگ لٹ چکا تھا' جس کی وفا شعار' فدا کار اور شیریں کار جوانی کی محبت کرنے اور محبت کیے جانے کی تمنائیں موت کی ٹھوکروں سے پامال ہو چکی تھیں اپنے سینہ کو غمہائے پنہاں کا دفینہ اور دل کو رنج والم کا مخزن بنائے اپنے شوہر کی قبر پر اپنے جگر گوشہ کو سینہ سے چمٹائے پہنچیں۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ پر حسرت و یاس بے کسی اور سوگواری کا جو دل فگار عالم طاری تھا زبان قلم اس کے بیان سے عاجز ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے خونیں آنسوؤں کا ایک دریا جاری تھا۔ دل تڑپ کر پہلو سے باہر نکل آنا چاہتا تھا اور اسی قبر کے آغوش میں ابدی آرام حاصل کرنے کا تمنائی تھا۔ حضور انور ﷺ بھی اشکبار تھے اور دیر تک اپنے والد بزرگوار کے مزار پر سوگوار کھڑے رہے۔

یہ پہلی گھڑی تھی جب اس ننھی سی ہستی نے جو آگے چل کر یتیموں کا ملجا و ماوی بننے والی تھی باپ کی جدائی کو محسوس کیا۔ یہ پہلی ساعت تھی جب کہ اس دل نے جس کی لامحدود وسعتوں میں دُنیا کے اطمینان قلب کے ہزاروں سامان چھپے ہوئے تھے۔ غم کی آتش اندوزیوں میں گھر کر

سوز وساز زندگی سے آشنائی حاصل کی اور یہ پہلا لمحہ تھا جب ان آنکھوں نے جن میں دُنیا کو نشاط و شادمانی کا فردوس زار بنادینے کا پیام انقلاب آفریں پوشیدہ تھا۔ اپنی خوں فشاں اشک باریوں سے ریت کے ذرّات کو لالہ فام بنایا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر کی خدمت میں

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مہینہ مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ ہر روز اپنے جگر گوشہ حضرت محمد ﷺ کو ہمراہ لے کر اپنے شوہر کی قبر زیارت کرنے اور اس پر اپنے اشک محبت کی نیاز چڑھانے جاتی رہیں اس کے بعد مکہ معظمہ کو لوٹ پڑیں مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا کہ اس یتیم کو جسے کسی وقت کسِ بے کساں اور والی بیتامیٰ بننا تھا پرورش کا گہوارہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش محبت پرور بنی رہے۔ اس لیے راستہ میں ابوا کے مقام پر آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے پیارے شوہر سے جا ملیں۔ زندگی نے اس کا تشنہ جام محبت روح کو اپنے پیارے خاوند کی آغوش دل کشا سے محروم رکھا تھا لیکن موت ایک دیوار آہن بن کر اس کی محبت کے درمیان حائل نہ ہو سکی۔

بعد از رحلت والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی

بروایات صحیحہ جب حلیمہ سعدیہ خواجۂ عالم ﷺ کو عبدالمطلب کے تفویض کر چلی گئی تو بعدۂ آپ والدہ صاحبہ کے پاس اپنے ماموں کے گھر دو سال تک پرورش پاتے رہے ازاں بعد مکہ معظمہ میں اپنی والدہ کے ساتھ خانہ آباواجداد میں چلے گئے چونکہ کارخانہ قضاوقدر دائما یکساں اہل زمانہ کو نہیں رہنے دیتا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس دُنیا کی سرا سے رحلت کر کے اس شمع شبستانِ احدیت کو مسکین چھوڑا تب آپ کی عمر چھ سال کی تھی ہر دو حال یتیمی و مسکینی کے اس صغر سنی میں آپ پروار دہوئے تو کون ومکان کے مکینوں نے درگاہِ ربانی میں کمال آہ وزاری سے استغاثہ کیا کہ اے قادرِ مطلق تیرا محبوب کہ جس پر ماسوائے مخلوق توجہ رحم وفضل کی بکثرت واجب تھی یتیم ومسکین ہو گیا تو غیب سے منادیِ غیب نے یہ مژدہ سنایا کہ اس دُرِ یتیم بیکس کا خداوند فریاد درس

ہے اور ہر حال میں وہی حافظ وناصر ہے۔

دارِ دُنیا سے ہزاراں رشکِ غلماں چل گئے — جس طرح سے والدین ختمِ نبیاں چل گئے
کس طرح ہو غلغلۂ بیکس محرر قیل و قال — چلتے پھرتے نوجواں جب سینہ بریاں چل گئے
جائے حسرت ہے یہ دُنیا کچھ بقا اس کو نہیں — کیسے کیسے عالم وعلام و علماں چل گئے
والدین حضرت کے دل پر داغ ہجرت ڈال کر — شاہِ دیں کی بیکسی سے چشم گریاں چل گئے

قصیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

ابو نعیم زہری کے طریق پر دلائل النبوت میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت اسماء بنت رہم نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور رسالتمآب ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کی رحلت کے وقت ان کے پاس موجود تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ سال کی عمر مبارک میں اُن کے سرہانے کھڑے تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ نے آپ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا اور پھر کہا!

بارك الله فيك من الغلام
يا ابن الذى من حومة من الحمام

نجا بعون الملك العلام
فودى غداة الضرب بالسهام

بمائة من اهل سوام
ان صح ما ابصرت فى المنام

فـانـت مـبـعـوث الـى الانـام
تـبـعـث فـى الـحل و فـى الحـرام

تـبـعـث فـى الـتـحـقيق و الا سلام
ديـن ابـيـك الـبـر ا بـر اهـام

فـالـلـه نهـاك عن الا صـنـام
ان لا تـوا ليهـا مـع الا قـوام

اَے بیٹے اللہ آپ کو برکت عطا فرمائے آپ اُس عظیم باپ کے فرزند اَرجمند ہیں جو قوم کے سردار اور شریف تھے۔ جنھوں نے بلندیٔ شان کے مالک اللہ تعالیٰ کی نصرت سے نجات حاصل کی اور جن کی زندگی بچانے کیلئے صبح کے وقت تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی۔ اُن کے بدلہ میں اچھی نسل کے ایک سو اُونٹوں کا فدیہ دیا گیا۔

میں نے جو خواب میں دیکھا ہے اگر وہ درست ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے۔

آپ حلّت و حرمت کیلئے اس دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے جو دین آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

اللہ تعالیٰ بتوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا اور آپ کی دوستی ان لوگوں سے نہیں ہو گی جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا ہر زندہ کیلئے موت ہے ہر ایجاد کا اختتام ہے اور ہر بڑی عمر والے کیلئے فنا ہے۔

میں مَر جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا اس لئے کہ میں نے پاکیزہ اور طاہر کو جنم دیا

ہے اور اپنی یاد کیلئے خیر کو چھوڑا ہے۔

خاتمہ دور کفالت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

بروایت صحیحہ جب عمر سے گلشن جہاں کو تر و تازہ کیا تو اس وقت عبدالمطلب کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی تو بباعث تقاضائے زیادتی عمر کے عبدالمطلب بھی ضعف طبیعت سے بستر درماندگی پر دراز ہوئے حتیٰ کہ دنبدن علالتِ ضعیفی سے دن دُگنی اور رات چوگنی بیماری نحافت و کسالت وجود پر غالب ہونے لگی اور آثار ہلاکت کے ظاہر ہونے لگے الغرض ملک الموت بھی موقعہ فرصت کے گھات میں مکین ہو رہا تھا تو عبدالمطلب نے اپنے اقرباؤں کو طلب کیا اور کہا کہ اے خاندان قریش اب میرا وقت نزع کے قریب آ پہنچا اور میں دم بدم پس پا عمر بے بقا ہوتا جاتا ہوں اب بتاؤ کہ میں تو اس درِ یتیم یگانہ آفات کا داغ ہجر و قلق اپنے قلب محزوں پر لئے جاتا ہوں اور اس کی پرورش سے بے بس ہو چلا ہوں چاہتا تھا کہ مجھے اگر میری عمر کچھ تفاوت عطا کرتی تو میں اس بے پدر و مادر کے امورات تعلیم و ضروریات دین کا متکفل ہوتا لیکن افسوس کہ دل کی دل ہی میں رہی اور کچھ نہ بن سکا اب میرے بعد اس سرو نخلستانِ بیکساں و گلِ گلبن یتیمانِ جہاں کا کون شخص متکفل امورات پرورش و متضمن ضروریات خاطر منش ہوگا تب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواستگار اس فعل متیمن و متبرک کے ہوئے تو عبدالمطلب نے کہا کہ اے حمزہ خداوند نے تیرے وجود میں بباعث بے اولاد ہونے کے الفت پدری و مادری عطا نہیں فرمائی تجھ سے کب ایسے بے پدر و مادر کی حفاظت اور ولدہی ہو سکتی ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر اس خدمت کے صلہ کی درخواست کی تو ان کو یہ جواب دیا گیا کہ تم بباعث کثرت اولاد کے پورا پورا اطلاق محبت ایسے نادر یتیم و مسکین پر ڈال نہیں سکتے تو ابولہب اس خیال کے قائل ہوئے تو عبدالمطلب نے کہا کہ تم متمول اور کمال درجہ کے غنی ہو اپنے مال و اسباب کے خیالات میں ایسے محزون دل کی تسکین کب تم سے ادا ہو سکتی ہے آخر الامر آں خواجۂ ہر دو عالم ﷺ کو طلب فرمایا اور اپنے پاس گود میں بٹھا کر سر و چشم پر بوسہ دیا اور چشم گریاں و سینہ بریاں ہو کر با دلِ زار یہ کہا کہ اے علمدار افواج یتیمی و اے غواص الجار

بیکنار امواج مسکینی میں اس ناپائیدار دارالفنا سے داغ کلفتِ ہجرت تیرے کا اپنے خاطر فاطر پر گل لالہ کی طرح عالم بقا کی طرف لئے جاتا ہوں اب بتاؤ کہ میرے بعد ان سب خویش و اقارب میں سے جو سب حاضر محفل عیادت ہیں کس کو اپنا متکفل اور مہتمم امورات سمجھو گے تب یہ کلمہ درد انگیز استماع کر کے سب خویش و اقارب آہ و زاری جوش و خروش سے کرنے لگے اور آپ نے اپنے آپ کو اس ورطۂ ہجوم غموم میں بے بس سمجھ کر باچشمِ زار دل افگار اپنی زبان طوطی بیان سے جواب دیا کہ میں کیا کہوں۔

اب مرے اس دردِ ہجراں کا دوا ہو کس طرح	لا دوا خاطر یتیمی کو شفا ہو کس طرح
آپ تو راحل ہوئے ہیں جانب دارلبقا	اب یہاں بن آپ کے مجھ کو بقا ہو کس طرح
میرے مسکین حال کی تسکین کس صورت سے ہو	میرے دل سے دور یہ رنج و عنا ہو کس طرح
کون بر لا وے گا میری خواہشوں کا مدعا	دل وہی بن آپ کے ان سے ادا کس طرح
کس طرح ایفا ہو میرے دل حزیں کی التجا	مہر و اُلفت آپ سا ان سے روا ہو کس طرح
آپ بھی تیار ہیں ماں باپ پہلے چل گئے	شاہ دیں کی آہ کا اب انتہا ہو کس طرح

معدن شفاء

جب آپ ﷺ عبدالمطلب کے زیر سایہ محبت پرورش پا رہے تھے تو ایک دفعہ آپ ﷺ بعارضہ رمد چشم بیمار ہوئے۔ عبدالمطلب کو لوگوں نے بتایا کہ عکاظ بازار کے قریب ایک کہن سال تجربہ کار جہاں دیدہ اور شب زندہ دار راہب رہتا ہے تم اس کے پاس اپنے پوتے کو لے جاؤ اور اس سے اس کا علاج پوچھ آؤ۔

عبدالمطلب نے اس مشورہ پر عمل کیا اور حضور انور ﷺ کو گود میں لے کر عکاظ بازار کی طرف چل پڑے۔ سرِ شام وہاں پہنچے لوگوں سے راہب کا پتہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ ایک ایک سال تک مکان کے اندر بند رہتا ہے اور عبادت کرتا ہے۔ جب حضور انور ﷺ کو گود میں اُٹھائے ہوئے راہب کے مکان کے سامنے پہنچے تو واقعی مکان بند پایا لیکن چند ثانیہ بعد ہی راہب

گھبرایا ہوا باہر نکلا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ عبدالمطلب کو دیکھ کر آپ کے پاس آیا اور حضور انور ﷺ کو بہ نظر تعمیق دیکھ کر پوچھنے لگا کہ یہ کس کے نور چشم ہیں؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میرے پوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں میں معالجہ کی غرض سے ان کو تمہارے پاس لایا ہوں۔ راہب نے کہا آپ اپنے نور چشم کو ایک ایسے شخص کے پاس لائے ہیں جو خود طالب علاج ہے۔ آپ ان کی شان عظمت سے واقف نہیں ہیں۔ ان کا دہن مبارک خود چشمہ شفا ہے۔ انہیں کا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایئے پھر اس کے معجزانہ اثر کو دیکھئے۔

آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے خاندان میں ایک ایسی جلیل القدر ہستی کی پیدائش ہوئی ہے جس کی انقلاب آفرین صدا سے مشرق سے مغرب گونج اُٹھیں گے اور دین و دُنیا کی برکتیں جس کے قدموں کی خاک میں لوٹنے والوں کے قدموں میں لوٹیں گی۔

جب آپ تشریف لائے ہیں میں معروف عبادت تھا کہ یکا یک مکان میں ایک ایسا زلزلہ آیا کہ اگر میں باہر نہ آتا تو شاید چھت کے نیچے دب کر مر جاتا۔ یہ واقعہ ان کی حیرت انگیز بزرگی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے راہب سے رخصت طلب کی اور اس کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے حضور انور ﷺ کا لعاب دہن ہی آپ ﷺ کی آنکھوں میں لگا دیا جس سے ایک ہی رات میں افاقہ کی صورت پیدا ہو گئی۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات

قدرت کو ایک دفعہ پھر ایک یتیم الطرفین کی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کرنا منظور تھا اس لیے حضرت عبدالمطلب بھی حضور انور ﷺ کو اپنی آغوش تربیت میں لینے کے دو سال بعد ہی راہ گرائے عالم بقا ہو گئے۔ حضور انور ﷺ آپ کے جنازے کے ساتھ تھے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری تھا اور دل آتش فرقت سے شعلہ زار غم بنا ہوا تھا۔

کفالت حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلیل المال اور عیالدار شخص تھے۔ جب وہ لوگ اکٹھے ہو کر یا اکیلے کھانا کھاتے تو سیر نہ ہوتے اور جب اُن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شامل ہوتے تو خواب سیر ہو جاتے۔

چنانچہ جب وہ لوگ صبح یا شام کے کھانے کا ارادہ کرتے تو حضرت ابوطالب فرماتے تم جس حال میں بھی ہو رُک جاؤ یہاں تک کہ میرا بیٹا آ جائے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور ان لوگوں کے ساتھ شریک طعام ہوتے تو وہ لوگ شکم سیر ہو جاتے بلکہ مزید کھانا بچ جاتا۔

جب وہ لوگ دُودھ پیتے تو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے دُودھ کا برتن جو کہ لکڑی کا پیالہ تھا حضور رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے اور پھر اُن کے گھر والے اس پیالے سے پیتے جاتے اور آخری فرد تک سیراب ہو جاتے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں عرض کرتے بے شک آپ برکت والے ہیں۔

حضور ﷺ کے والد محترم

قریش کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر سردار عبدالمطلب کی شادی خانہ آبادی ایک عصمت مآب بی بی فاطمہ نامی سے ہوئی۔ زوجین کے گلشن محبت میں شگفتہ ہونے والے پھولوں اور کلیوں میں ایک پھول خاص طور پر خوش نما اور حسین تھا۔ جس پر سینکڑوں بلبلیں ہزار جان سے فریفتہ تھیں۔ یہ پھول حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جن میں نور آسمانی حضرت عبدالمطلب سے منتقل ہوا تھا۔ آپ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔ قدرت نے آپ کو جمال ظاہری اور باطنی سے سرفراز اور مالا مال کرنے کے لیے اپنے تمام دہن بستہ خزانوں کے منہ بے دریغ کھول دیئے تھے۔ حسن وجمال کی سحر آلود کشش ایک ایسا مسلمہ امر ہے جس کی تفصیل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کے رنگ وشباب کی دلکشی اور انداز گفتار کی سحر کاری نے مقناطیس بن کر فولاد صفت لوگوں کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ عرب کی حسین سے حسین عورت بھی جسے اپنے حسن و جمال پر سو سو ناز تھا آپ کی رفیق حیات بننے کے لیے اپنے لیے باعث صد ناز وافتخار سمجھتی تھی۔

سینکڑوں عورتیں آپ کے عشق میں مضطر اور پریشان حال تھیں۔ جب آپ کا نکاح زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف کی نور نظر سے ہو گیا تو بہت سی عورتیں ناکامی عشق کی وجہ سے قبل از وقت پیوند زمین ہو گئیں۔

نورِ محمدی ﷺ کے جلوے

حضرت عبداللہ نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا کہ میں جنگل اور بیابان کی طرف

قدم پیدا ہوتا ہوں تو میری پشت سے ایک نور اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ نکلتا ہے پھر اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک مشرق کی طرف چلا جاتا ہے اور دوسرا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد یہ نور پھر یکجا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرتا ہوا ایک بادل کی شکل میں صورت پذیر ہوتا ہے اور مجھ پر سایہ فگن ہوتا ہے۔ جب میں کسی سوکھے اور خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو وہ یکا یک سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اور اس کی گنجان شاخیں مجھ پر سایہ فگن ہو جاتی ہیں جب میں قدرت کے اشارہ سے سرسبز ہونے والے اس درخت کے نیچے سے اٹھ کر اپنی راہ لیتا ہوں تو پھر چشم زدن میں اس کی سرسبزی اور شادابی زائل ہو جاتی ہے اور وہی پہلا سوکھا اور خشک درخت رہ جاتا ہے۔

عبدالمطلب نے یہ حالات سن کر عبداللہ سے کہا کہ وہ نور جس کے لیے دُنیا بے تاب ہے اب تیری پشت میں جلوہ گر ہے اور میں تجھے یہ مژدہ جانفزا سناتا ہوں کہ وہ تیرے ذریعہ ہی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔

اک یہودی کاہنہ

ایک دن کہیں جاتے ہوئے حضرت عبداللہ کی ملاقات ایک کاہنہ یہود سے ہوئی جس نے بہت سی ایسی کتابیں پڑھی تھیں جن میں نبی آخرالزمان کی آمد کی بشارت دی گئی تھی۔ اس کاہنہ نے نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ گر دیکھا تو نہایت ذوق و شوق اور فرط محبت سے آپ کی طرف راغب ہوئی اور آپ کو سو اونٹ دے کر اپنی طرف جھکانا چاہا۔ وہ چاہتی تھی کہ میں امانت دار نور محمدی ﷺ بنوں اور رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ ہونے کا شرف دنیا و دین میرے حصہ میں آئے مگر حضرت عبداللہ نے اس کی پیش کش کو منظور نہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ ایک شریف اور باآبرو ہو کر میں کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو میرے دین کے خلاف ہو اور میری عزت و شرافت پر کلنک کا ٹیکہ لگائے۔

چنانچہ وہ یہودی کاہنہ مایوس و نااُمید ہو کر چلی گئی۔ جب حضرت عبداللہ کا نکاح

حضرت آمنہ سے ہو چکا اور حضرت آمنہ امانت دار نور محمدی ﷺ بن چکیں تو اتفاق سے اس کاہنہ یہودیہ سے حضرت عبداللہ کی پھر سرِ راہ ملاقات ہو گئی۔ اس نے آپ کی پیشانی پر اک نگاہ غلط انداز ڈالی اور ایک سرد آہ بھر کر پاس سے گزر کر چلی گئی مگر حضرت عبداللہ نے دریافت فرمایا:

"وہ رنگین دام جو تو پہلے مجھ پر ڈالتی تھی اب کہاں چلا گیا؟"

کاہنہ نے کہا: "وہ کبھی کا ٹوٹ چکا' تار تار ہو چکا' میں تیری پرستار نہ تھی۔ میں تو اس نور کی عاشق تھی جو تیری پیشانی میں ایک ستارے کی طرح درخشاں تھا اور جس کی روشنی اب جلد ہی مشرق و مغرب کو روشن کر کے چھوڑے گی۔ اب تیری پیشانی اس نور سے محروم ہو چکی ہے تو میرا دل بھی اس عشق جنون نواز سے محروم ہو چکا ہے۔"

گیا اے ماہ تاباں تو کدھر تھا — وہ جلوہ اب نہیں جو پیشتر تھا
بتا وہ نور ربانی کہاں ہے — جو پیشانی میں تیرے جلوہ گر تھا
کہاں وہ چاند پہنچا جس کے غم میں — کتاں کی طرح چاک اپنا جگر تھا
نہ تھی کچھ وصل کی تیرے تمنا — میرا دل مبتلا اس نور پر تھا
حسین و مہ لقا تو بھی ہے لیکن — میرا مطلوب وہ رشک قمر تھا
مجھے اس زلف و رخ سے ہووے نسبت — یہی نالہ میرا شام و سحر تھا
ہما ہاتھوں میں آیا پھر گیا چھوٹ — یہ کیسا جذبہ دل بے اثر تھا
مقدر میں تھا بی بی آمنہ کے — میری قسمت میں کب یہ گنج و زر تھا

عبث اس کاہنہ کا غم تھا بیدل
ہوا وہ حق کو جو مدنظر تھا

حضرت عبداللہ کا نکاح مبارک

حضرت عبداللہ کے نکاح مبارک کے سلسلہ میں بھی ایک عجیب و غریب روایت بیان کی جاتی ہے۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ معصوم علیہ السلام کو جن کپڑوں میں شہید

کیا گیا تھا وہ کپڑے اہل کتاب کے پاس موجود تھے۔ کتب آسمانی کے مطالعہ سے ان پر قدرت کا یہ راز منکشف ہو چکا تھا کہ اس شہید حق کے خون آلودہ کپڑوں پر جب خون کے داغ تازہ ہو جائیں گے تو اس نبی آخرالزمان کے والد محترم پیدا ہو جائیں گے جس کے دین کے بعد تمام دین منسوخ ہو جائیں گے پس یہ لوگ اپنے دین کی حفاظت کے خیال سے نبی آخرالزمان کے والد محترم ہی کو تیغ جوہر وار کے گھاٹ اتار دینے کا تہیہ کئے بیٹھے تھے کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ نہ خاتم النبیین پیدا ہوں گے نہ ہمارا دین منسوخ ہو گا مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ قدرت سے جنگ آزمائی کوئی معنی نہیں رکھتی اور کہ ان کی معاندانہ اور سفاکانہ کاروائی کبھی عروس کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے گی کیونکہ:

دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی تر ست

ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگل میں سیر و شکار کی غرض سے تشریف لے گئے دشمنوں نے موقع غنیمت جانا۔ نوے اشخاص کی ایک جمعیت خون آشام تلواریں نیام سے باہر کئے حضرت عبداللہ کو خاک و خون میں تڑپا دینے کے لیے آ موجود ہوئی۔ اسی وقت بنی زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف بھی اسی جنگل میں شکار کھیل رہے تھے برق صفت روانی کے ساتھ ان کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عبداللہ کی حمایت ضروری ہے چنانچہ وہ فوراً آپ کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اہل کتاب سے سفارش کر کے آپ کو ان کی خون آشام تلواروں کی بھینٹ چڑھنے سے بچا لیں مگر پیشتر اس کے کہ دشمنوں کی جمعیت حضرت عبداللہ کے سر پر آ پہنچتی اور برق خاطف کی طرح تلوار چمکا کر وہب بن عبد مناف درمیان میں آ جاتے پردہ غیب سے ایسے لوگوں کا دستہ نمودار ہوا جو اہل دُنیا سے کوئی مشابہت نہ رکھتے تھے۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ کو دشمنوں کے نرغے سے نکالا اور وہ صحیح سالم گھر پہنچے۔

اس حیرت انگیز واقعہ کی استعجاب انگیز نوعیت سے متاثر ہو کر وہب بن عبد مناف نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اپنی نور نظر حضرت آمنہ کا دامن حضرت عبداللہ کے دامن سے باندھ دے۔

چنانچہ اس نے بہ عجلت تمام گھر پہنچ کر یہ عجیب و غریب واقعہ بمعہ اپنے فیصلے کے سنا دیا اور آمنہ کی رائے اس نکاح کے بارے میں دریافت کی گئی اس نے اشتیاق و آمادگی ظاہر کی تو حضرت عبداللہ کو پیغام بھیجا گیا۔ آپ نے اس پیغام کو شرف قبولیت بخشا تو وہب نے اپنے گھر پہ آپ کو بلایا اور اپنی جگر گوشہ حضرت آمنہ کو آپ کے حبالۂ نکاح میں دے دیا۔ انہی زوجین کے گلشن محبت میں وہ پھول کھلا جس کی خوشبو سے شرق و غرب معطر ہو گئے۔

نورِ محمدی ﷺ کی برکات عظیمہ

تیرا شکر اے داور ذوالجلال
کہ آیا ہے برکت کا ان پہ یہ سال

ہوئی سبز و شاداب کھیتی تمام
رہا خشک سالی کا مطلق نہ نام

گئی قحط سالی ہوا فکر دور
لگے ہونے ہر گھر میں عیش و سرور

ہوئی پرثمر شاخ اُمید دل
گئے ہر بشر کے کنول دل کے کھل

شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
جہاں میں ہوئی خرمی چار سو

ہوا رنج و غم اہل عالم سے دور
ہوئے شادمانی و عیش سرور

چھلکنے لگا جام عیش و طرب
ہوئی دور کلفت خوشی کے سبب

چمن میں نسیم سحر ناز سے
لگی چلنے اترا کے انداز سے

فضائے چمن کی تھی دلکش پھبن
کہیں تھا گلاب اور کہیں نسترن

کھلے صحن گلشن میں چمپا کے پھول
ہوا بید مجنوں کا سجدہ قبول

نکلنے لگا سبزہ آئی بہار
گل سیوتی تھا چمن کا سنگار

قبا سرخ پھولوں نے کی زیب تن
بنی شاخ گل بلبلوں کا وطن

خیاباں میں سنبل کو تھا پیچ و تاب
کھڑے تھے کہیں نرگس نیم خواب

لب جو مودب تھا سرو سہی
پہن کر قبا مخمل سبز کی

تھا جوبن پہ شمشاد اے ذی شعور
گل چاندنی پہ برستا تھا نور

نرالی ادا سے تھی صف باندھ کر روش کے کنارے جنا سبز تر
شعاعوں میں سبزہ پہ شبنم پڑی تھی نظروں میں وہ موتیوں کی لڑی
تھے پھولوں پہ شبنم کے قطرے پڑے ہوں یاقوت میں جیسے موتی جڑے
ٹہلتی تھی شوخی سے بادصبا تھی کچھ اور ہی اس کے سر میں ہوا
اور اطراف عالم میں ابر بہار برسنے لگا جھوم کر بار بار
بساطِ چمن میں تھا طوطی کا شور اک انداز سے رقص کرتا تھا مور
تھی مرغانِ گلشن کی ایسی صدا کہ ہو روح کو جس سے نشوونما
مہکتی تھی خوشبو سے ساری زمین زمین ہو گئی مثل خلد بریں
گلستاں میں لالہ تھا رنگین پوش سناتا تھا عالم کو مژدہ سروش

کہ وہ رشک خورشید و دریتیم
ہوا آمنہؓ کے شکم میں مقیم